بطفیل غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف
جہانگیر سمنانی السامانی نوربخشی النورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لفظ کملی

پر

مولانا اختر خانصاحب کے شبہات کا ازالہ

تصنیف لطیف

سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

ب

۷۸۶/۹۲

نام کتاب ــــــ لفظ کملی پر مولانا اختر خاں صاحب کے شبہات کا ازالہ
نام مصنف ــــــ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی
سن اشاعت ــــــ مارچ ۱۹۹۳ء
تعداد ــــــ دو ہزار ۲۰۰۰
مطبع و کتابت ــــــ نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ فیض آباد
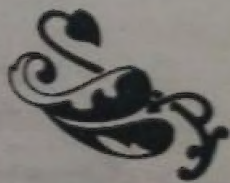
ناشر

دار السلام ٹرسٹ درگاہ شریف
پوسٹ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد
یوپی ۔ انڈیا پن ۲۲۴۱۵۵

انتساب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
علامہ نقی علی خاں محقق بریلوی
صدر الافاضل علامہ نعیم الدین اشرفی مراد آبادی
صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری اعظمی
مخدوم الملت سید محمد محدث اعظم ہند اشرفی جیلانی
امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اشرفی
شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی مجددی

کے نام

جنہوں نے "اختر رضا خاں" کی "لفظ کملی" کے
خلاف چلائی ہوئی تحریک کی دھجیاں اڑا دیں۔

اور

حضور مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی کی مظلومیت

کے نام

جو بعد وفات بھی مفتی بدر الدین رضوی اور مفتی شریف الحق
امجدی کے فتوؤں کی زد میں ہے۔

اور

اس رضوی امجدی حملہ کا دفاع کر رہا ہے۔ ایک

"اشرفی جیلانی"

یعنی

سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

اے غمِ دل احتیاط، اے وحشتِ دل احتیاط

"فقد اخرج الحاکم وصححہ والبیھقی عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عنہ ابن عباس وعن المسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی واخرج البیھقی والدار قطنی بسند قال ابن حجر المکی رجالہ من اکابر اھل البیت فی حدیث طویل فیہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول کل صھر او سبب او نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صھری وسببی و نسبی وقد روی نحوہ من حدیث عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ابن حجر قال الذھبی واسنادہ صالح اھ (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۴)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر سے اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح قرار دیا۔ اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سبب ونسب کے سوا (دنیا کے) ہر سبب ونسب منقطع ہوجائیں گے اور بیان کیا بیہقی ودار قطنی نے ایسی سند کے ساتھ کہ ابن حجر مکی نے فرمایا کہ اسکے رجال اکابر اہلبیت میں سے ہیں۔ ایک طویل حدیث میں جسمیں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے متعلق نکاح کا رشتہ اور سبب ونسب کے علاوہ سارے رشتے اور سبب ونسب قیامت کے دن منقطع ہوجائیں گے اور بیشک اسی معنی کی روایت حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کی ہے۔ فرمایا ابن حجر نے کہ ذہبی نے فرمایا اسکی اسناد درست ہے اھ

"تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا"
(حدائق بخشش للامام احمد رضا فاضل بریلوی)

پیش لفظ

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ کچھوچھا شریف ــــــ درحقیقت بریلی شریف کا بھی مرکز عقیدت ہے۔ بریلی کا تاجدار بلاشک وشبہہ اپنے اس مرکز عقیدت کا وفادار اور خدمت گزار ہے۔ اسی وفاداری اور خدمت گزاری نے "احمد رضا خاں" کو اکابر اہلسنت میں شامل کرادیا۔ اور حضور مخدوم پاک کی خصوصی توجہ نے اپنے اس غلام کو اہلسنت کا امام بنا دیا اور وہ عطیۂ آل رسول بن کر چمکنے لگے۔

یہی وجہ ہے کہ ساری زندگی اعلیٰ حضرت ہر آل رسول کی قدم بوسی اور دست بوسی کرتے رہے اور نہیں چاہا کہ انجانے میں بھی کسی سید کے کاندھے پر رہوار۔ اور اگر ایسا ہوگیا تو پھر بھری بازار میں اس سے معافی مانگنا، اپنا عمامہ شریف اس کے پیر پر رکھنا اور پھر اسے اپنے کاندھے پر اٹھا کر لے چلنا ضروری ہوگیا۔ یہ محبت، یہ ادب وتعظیم، یہ عقیدت وروحانیت اب بریلی میں کہاں ہے؟ کیا مولانا اختر رضا خاں اس معاملہ میں اعلیٰ حضرت کی عملاً پیروی کر سکتے ہیں؟ تعظیم آل رسول کی جو ادائیں اعلیٰ حضرت میں تھیں کیا ازہری صاحب میں ایک فی صد بھی ہے۔

ازہری صاحب کے پاس ردنجدیت کے لئے وقت نہیں ہے ۔ آج بھی "البریلویہ" نامی کتاب ان سے جواب کا مطالبہ کر رہی ہے ۔ صرف چودہ ۱۴ ورقی کتابچے (الحق المبین) سے کام نہیں چلے گا ۔ ایک ضخیم ترین کتاب (البریلویہ) کا جواب صرف چودہ ورق میں، اہلسنت کو کھلونا دے کر بہلائے جانے والی حرکت ہے ۔ اختر رضا کو مکمل کتاب کا مکمل جواب لکھنا چاہیئے تھا ۔ مگر وہ بت خاموش بنے ہوئے ہیں شاتمان رسول کی ریشہ دوانیاں بڑھ رہی ہیں وہابیت از سر نو منظم ہو رہی ہے عشق رسول کے چراغ بجھانے کی کوشش بڑھ گئی ہے ۔ مگر ازہری صاحب کو کوئی فکر نہیں ۔۔ وہ سلسلہ مداریہ سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قدیریہ سے ہی الجھنا پسند کرتے ہیں ۔ فریضۂ حج اور فریضۂ دعوت و تبلیغ اور دیگر ضروریات کے لئے تصویر کی اجازت کے خلاف محاذ آرائی ان کا محبوب مشغلہ ہے ۔ ٹی وی، ٹائی، لاؤڈ اسپیکر اور "صدائے حق نبی" جیسے مسائل سے غیر معمولی لگاؤ ہے ۔ سنیوں کے مابین منافرت غم و غصہ اور تناؤ پیدا کرنا شب و روز کا وظیفہ ہے ۔ تضاد بیانیوں سے گھبراتے نہیں ۔ مثلاً دعوت اسلامی کو سنیوں کی تنظیم اور اس کے بانی و امیر کو متصلب سنی لکھتے ہیں ۔ لیکن ہندوستان آتے ہی جب مؤثر مریدوں کا دباؤ پڑتا ہے تو دعوت اسلامی اور اس کے امیر سے احتراز و دوری کو حق بجانب لکھ دیتے ہیں ۔ جس تنظیم کو ازہری صاحب نے سنیوں کی تنظیم اور اس کے امیر کو متصلب سنی لکھا ۔ پھر اسی تنظیم سے احتراز و دوری کو حق بجانب لکھنا کسی عالم دین کے شایانِ شان نہیں یہ خالص تاجرانہ ذہنیت ہے کہ پاکستان میں کچھ کہو اور ہندوستان میں کچھ ۔ تفصیل درکار ہو تو ملاحظہ فرمائیں "تحریک دعوت اسلامی کا تنقیدی جائزہ" از شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

ناشر محدث اعظم مشن گجرات پردیش - خانقاہ اشرفی ہاتھی کھائی احمد آباد ین کوڈ ۳۸۰۰۲۱
اہلسنت کو انتشار و افتراق سے بچانے میں ازہری صاحب کی عدم دلچسپی
کی ایک تازہ ترین مثال ملاحظہ ہو۔ کچھ دنوں پہلے مشہور و معروف مفتی اعظم راجستھان
علامہ مفتی اشفاق حسین نعیمی نے شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں سے اس خواہش کا
اظہار کیا کہ اہلسنت کے اتحاد و اتفاق کو مضبوط تر بنانے اور ان کو اس انتشار
ذہنی سے بچانے کے لئے جو اختلاف سے پیدا ہو رہا ہے کوئی مضبوط موثر قدم
اٹھایا جائے۔ چنانچہ شیخ الاسلام نے ایک تحریر اپنے قلم سے لکھ کر موصوف کو
دی اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس پر علامہ ازہری صاحب سے بھی دستخط
کرالیں تو انشاء اللہ یہ عظیم مقصد پورا ہو جائے گا۔ شیخ الاسلام کی وہ تحریر نذر
ناظرین ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ

اپنے تمام احباب اہلسنت کو عموماً اور اپنے متوسلین و مریدین کو
خصوصاً ہدایت ہے کہ فروعی مسائل مثلاً - لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کے
درست - یا - نادرست ہونے، عازمین حج فرض کے لئے خاص کر کے
یا - کسی بھی شرعی ضرورت کے لئے فوٹو کے جواز - یا عدم جواز، حالت نماز
وغیرہ میں دھات کی چین والی گھڑی پہننے - یا - نہ پہننے اور اللہ ھو میاں
کہہ کر "اللہ ھو والے میاں" مراد لے سکنے - یا - نہ لے سکنے - نیز -
ویڈیو اور ٹی وی کے مشروط استعمال کے تعلق سے انکار و نظریات کا اختلاف
اور اس سے متعلق ساری بحثیں خالص علمی اور شرعی بحثیں ہیں اور علماء کرام کے

درمیان اس طرح کی بحثیں ہوتی رہی ہیں اور ہوتی ہی رہیں گی اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی سراپا اخلاص اس طرح کی بحثوں میں خاطی بھی ہو تو بھی اسے اس کے حسن نیت کے اجر سے محروم نہیں رکھا جاتا تو ہم کو زیب نہیں دیتا کہ ہم اس سے سوء ظنی کریں اور اس کی قرار واقعی خوبیوں اور عظمتوں کو نظر انداز کر کے اپنی روح سعادت کا خون کریں۔ ہم کو اپنے ہر کام میں اپنی حد سے متجاوز نہیں ہونا چاہیئے یہ صحیح ہے کہ ہم کسی ایک ہی کے خیال کو صحیح سمجھ لینے کی صورت میں تسلیم کریں گے۔ لیکن جہاں تک باہم احترام کا مسئلہ تو بصورت اختلاف رائے بھی سارے رجال الدین کی تعظیم و توقیر ہمارے لئے لازمی ہے ہماری زبان ان میں سے کسی کے لئے بھی ایسا فقرہ نہ نکالے جس سے ان کی تقلیل شان مترشح ہوتی ہو اور نہ ہی ہمارا دل ان کے تعلق سے ایسی سوء ظنی کا شکار ہو جس سے دل ہی کی عاقبت خطرے میں پڑ جائے فروعی مسائل میں رائے کے اختلاف کو ذاتی مخالفت بنا کر جن جن معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے انہیں ہم ملت اسلامیہ کے لئے نقصان دہ تصور کرتے ہیں اور ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے جملہ متعلقین کو ان سے دور رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ان معرکہ آرائیوں میں ملوث علمار کرام سے بھی گذارش ہے کہ وہ بھی کسی مسئلہ کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر باہم مصروف پیکار نہ رہیں۔ یہ سارے مسائل ذیلی ہیں اگر ان میں سے کسی مسئلہ کے کسی ایک حکم پر متفق نہیں ہو سکتے نہ سہی۔ ایک مومن کا دل دوسرے مومن کے لئے جس طرح صاف رہنا چاہیئے اسی طرح ہمارے علمار کرام کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ مجتہدین کرام کے درمیان سینکڑوں مسائل میں اجتہادی اختلافات ہونے کے باوجود کیا کبھی ان لوگوں میں بھی ایسا رویہ نظر آیا ؟ جو آج علمار کے درمیان نظر آرہا ہے۔ بالفرض اگر کسی کو ان گرما گرم بحثوں کے دوران

ظاہر کئے ہوئے اپنے کسی نظریہ ۔یا۔ کسی خیال سے رجوع کرنا پڑ رہا ہو ۔یا۔ اپنی کسی حرکت پر توبہ کرنی لازمی ہو رہی ہو تو وہ رجوع اور توبہ کرنے میں عار نہ محسوس کرے ۔ اور نفس کے دھوکے میں نہ آئے اور ہر وقت اس بات کو پیش نظر رکھے کہ خود فتنہ بننا ۔یا۔ فتنوں کو ہوا دینا اور فتنہ پروری کی حوصلہ افزائی کرنا ایک عام مسلمان کو زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ علمائے کرام جو بہت اعلیٰ اور ارفع شان رکھتے ہیں

فقط والسلام علی من اتبع الھدیٰ

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

۱۷ر مارچ ۱۹۹۲ء مہر

شیخ الاسلام کی مذکورہ فتنہ شکن، اتحاد نواز اور مہذب تحریر پر ابھی تک مفتی اعظم راجستھان ازہری صاحب سے تائیدی دستخط نہیں کرا سکے۔ اور نہ ہی اس تحریر سے اختلاف ہی مسموع ہوا۔

ناظرین کرام! شیخ الاسلام کی تحریر صرف ایک تحریر ہی نہیں ہے بلکہ رفع فتنہ اور اظہار حق کے لئے ایک زبردست ہدایت نامہ ہے۔ جس سے اختلاف ممکن نہیں ۔ اسی لئے ازہری صاحب نے اختلاف نہیں کیا ۔ مگر۔ تائید کبھی بھی نہیں کی کیونکہ تائید کرنے کی صورت میں یقیناً بے ہودگیوں کی برسات رک جائے گی کسی عالم دین کو "بانیٔ شریعت جدیدہ" نہیں کہا جائیگا اور سنی اتحاد مضبوط ہو جائے گا ۔ اسی لئے ازہری صاحب اب تک مذکورہ تحریر کی تائید سے دور رہے ۔ تاکہ حلقہ بگوشوں کا دل ان کے لئے نرم رہے اور سادات کچھوچھا کیلئے گرم رہے ۔ اور اس طرح پورا ماحول کچھ نرم رہے کچھ گرم رہے ۔ ازہری

صاحب سنی جمعیت سے ہراساں سادات کچھوچھا کی قرار واقعی تعظیم سے لرزاں ہیں اور شیخ الاسلام کی ابھرتی ہوئی ذات کو خواہ مخواہ اپنے لئے چیلنج سمجھتے ہیں نیز موجودہ اہل سوداگران بریلی کے نوخیز شہزادوں کی غیر سنجیدگی سے اتنے مایوس ہیں کہ وہ صرف اپنی ذات کو متمول و مالدار بنانے کے لئے پہلے جنگ کا ماحول بناتے ہیں۔ پھر اعلان جنگ کرتے ہیں۔ پھر معتقدوں سے آلات جنگ کی خرید کے لئے اپیل کرتے ہیں اعلحضرت فاضل بریلوی کا قائم کردہ دارالعلوم تو تھا ہی پھر دوسرا دارالعلوم بھی بنا۔ اب تیسرے کی کیا ضرورت مگر ذاتی ضرورت کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے مدرسوں کے بالمقابل ازہری صاحب نے تیسرا مدرسہ بنایا ماہنامہ اعلحضرت کے بالمقابل نیا ماہنامہ بھی جاری کیا۔ الغرض ازہری صاحب بریلی کے اندر اور باہر اتحاد کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے۔

اسی لئے میرا دعویٰ ہیکہ ازہری صاحب کو "سنی اتحاد" سے کبھی دلچسپی نہیں رہی عالم اسلام کے مسائل اور بین الاقوامی سازشوں سے وہ کما حقہ واقف بھی نہیں ہمارے اکابر نے اعلیٰ حضرت کے نام پر جس "سنی اتحاد" کو قائم کیا تھا اسے کیش (CASH) کرنا ہی ازہری صاحب کے حدود کار میں ہے

اب جبکہ اعلیٰ حضرت اور حجۃ الاسلام کے مریدین تقریباً ختم ہو گئے تو ازہری صاحب نے دونوں حضرات سے آنکھیں پھیر کر صرف "مفتی اعظم ہند" کو مرکزی حیثیت دے دی کیونکہ ان کے لاکھوں مریدین زندہ اور مضبوط ہیں "چندے" کے فیوض و برکات سے بالا مال ہونے کے لئے مفتی اعظم ہند کی میلاد و ولادت کا جشن منانا ضروری ہے ــــ " رہے اعلیٰ حضرت اور حجۃ الاسلام " ــ تو ان کے کتنے مریدین رہ گئے ہیں کہ ان کا بھی جشن میلاد و ولادت منایا جائے ۔ یہ ہے وہ تاجرانہ اور پیشہ ورانہ ذہنیت جس نے ازہری

صاحب کی دلچسپی کو اعلیٰ حضرت اور حجۃ الاسلام سے ہٹاکر صرف مفتی اعظم کی طرف موڑ دیا۔

اگر ازہری صاحب اپنی علمی کم مائیگی کے سبب کسی عربی میں لکھی ضخیم کتاب کا مکمل جواب عربی میں نہیں دے سکتے تو پھر کم از کم وہ اعلیٰ حضرت کی غیر مطبوعہ کتابوں کو ہی کسی ذمہ دار عالم کی نگرانی میں شائع کریں تاکہ اہلسنت کو اچھی کتاب ملے۔ اور ازہری صاحب کو معقول حساب ملے — مگر نہیں! وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ کتب اعلیٰ حضرت کی اشاعت سے سنیوں کو تقویت ملے گی اعلیٰ حضرت کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوگا۔ اس سے ازہری صاحب کو مزا نہیں آئے گا۔ انہیں مزا آئے گا جب سنی کو سنی سے لڑایا جائے — جب تفریق و منافرت کے بیج بوئے جائیں — سلسلہ مداریہ کو سوخت کہا جائے — چشتیوں پر بدعت کا الزام لگایا جائے — سلسلہ قدیریہ پر کفر و حرام کا حکم لگایا جائے — اپنے مریدین کے دباؤ میں آکر دعوت اسلامی سے احتراز و دوری کو حق بجانب کہا جائے — اجمل العلماء، غزالی دوراں، استاذ العلماء اور شیخ الاسلام کے خلاف محاذ آرائی کی جائے — ٹی وی، ویڈیو، لاؤڈ اسپیکر، ٹائی اور ندائے حق نبی جیسے مسائل کو محور بنا کر دل کی بھڑاس نکالی جائے — سعودیہ عربیہ میں بریلویت سے انکار اور ہندوستان میں اقرار جیسا چکر چلایا جائے — اور لفظ کلمی کے بارے میں ایسا فتویٰ دیا جائے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت علامہ نقی علی خاں، صدر الافاضل، صدر الشریعہ، ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰحضرت اشرفی میاں محدث اعظم ہند حضور مفتی اعظم ہند، صدر العلماء اور استاذ العلماء علامہ اعظمی جیسے اکابر کو بھی مجروح کرے ان کی علمی حیثیت گھٹائے۔

اللہ جانے ازہری کو کیا ہو گیا ہے۔ کتابیں ضرور لکھتے ہیں مگر سنیوں

کو لڑانے کے لئے تقسیم در تقسیم کے لئے ــــ "مجھ ساکوئی نہیں" منوانے کیلئے ـ اس بندے کو کوئی سمجھائے کہ تعمیری کام کرو اعلیٰ حضرت کی کتابیں چھاپو۔ "عزت نفس، احترام غیر اور ایثار" کو سمجھو شاتمان رسول کے خلاف اہلسنت کو متحد ہونے دو۔ اپنی رائے کو مجتہد کی رائے نہ بناؤ۔

سلسلہ مداریہ کو سوخت اور لفظ کھلی کو تصغیر قرار دے کر ازہری صاحب نے ثابت کر دیا کہ ان کو نہ تو تاریخی معلومات ہے نہ زبان وادب سے آشنا ہیں ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتابیں لکھنا اور فتویٰ دینا بند کرے۔ بریلی شریف کی مقدس فتوی نویسی کو داغدار کرنے کے بجائے صرف بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو شائع کریں۔ زیادہ مصروفیت چاہیں تو دعا تعویذ میں مشغول ہو جائیں۔ مریدوں کے گھر جائیں۔ چھو چھا کریں تعویذ لکھیں۔ آفات ارضی و سماوی سے مریدوں کو بچائیں اور غربت وعسرت سے خود بچیں ــــــ یہ مشورہ اس لئے بھی دے رہا ہوں کہ جب سے بریلی کے اقتدار کی کنجیاں بلا شرکت غیرے ازہری صاحب کے ہاتھ میں آگئی ہیں تب سے علمائے اہلسنت اور اکابر ملت کے خلاف کتابیں بریلی والوں نے چھاپنی شروع کر دی ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کے زمانے میں بھی اختلافات تھے۔ مگر ہر ایک نفس مسئلہ پر ہی اظہار خیال کرتا تھا۔ مگر ازہری صاحب نے ذاتیات پر حملہ کا دروازہ کھلوایا۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ کتابوں کے نام بھی ایسے رکھے گئے جس میں ذات پر کھلا حملہ ہو مثلاً

"کنز الایمان پر علامہ مدنی میاں صاحب کے شبہات کا ازالہ"

حالانکہ سچائی یہ ہے کہ کنز الایمان پر کسی عام سنی مسلمان کو بھی شبہہ نہیں ہے چہ جائیکہ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کو شبہہ

ہو۔ ملاحظہ فرمائیں اس پر تفصیل بحیف سعیٔ آخر ص۱۹ سے ص۵۶ تک پرچہ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد۔

کنزالایمان جو قرآن پاک کا صحیح ترین ترجمہ ہے اس پر علامہ مدنی میاں کے شبہات لکھنا۔۔ ایک گھنونا الزام، ایک بدترین اتہام اور ایک بے ہودہ اقدام ہے آج تک بریلی شریف نے اس بدتمیزی پر مصنف کو تنبیہ نہیں کی۔ کتاب کے سرورق پر شیخ الاسلام کو نامزد کرکے "بریلی" نے نامزدگی میں پہل کی ہے۔ لہٰذا اب کوئی بھی کچھوچھہ مقدسہ کو اس طرح کی نامزدگی سے نہ روکے اور تیار ہو جائے پڑھنے کے لئے

لفظ کملی

پر

مولانا اختر خاں صاحب کے شبہات کا ازالہ

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی
سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

اعتراف

غالباً ۱۹۶۳ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں سب سے پہلے میں نے مفتی شریف الحق صاحب کا نام سنا۔ اس وقت ان کو "نائب مفتی اعظم" کہا اور لکھا جاتا تھا۔ اسی زمانہ میں سنبھل ضلع مراد آباد میں مفتی صاحب کی ایک تقریر بعنوان "رحمتہ للعالمین" سننے کو ملی۔ وہ نہایت شاندار، موثر اور پرمغز تقریر تھی میں بے حد متاثر ہوا ـــــ اور پھر بعد میں چند جرءتمندانہ تحریریں بھی پڑھنے کو ملیں جس نے مفتی صاحب کے علمی وقار کی دھاک میرے دل میں جما دی۔ میں انہیں ایک "فقیہ العصر" سمجھنے لگا۔

مگر تبدیلئ حالات واحوال نے حیرت انگیز طور پر مفتی صاحب کو زوال آشنا کر دیا پہلے تو ظاہری بینائی میں ایک آنکھ نے بالکلیہ اپنا فریضہ انجام دینا ختم کر دیا۔ اور دوسری بھی کمزور ہونے لگی۔ "احساس یک چشمی" نے کمزور بنا دیا۔ ضعف وناتوانی نے شاگردوں پر انحصار بڑھا دیا۔ اور یہ انحصار اتنا بڑھا کہ انہوں نے اپنے ہی ان فتووں سے رجوع کرنا شروع کر دیا جس کی زد میں ان کا کوئی شاگرد آجائے ـــــ شاگرد نوازی میں مذکورہ کمزوری سے ان کی علمی ساکھ کو نقصان ضرور پہنچا مگر حق، حق ہی رہا۔ اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ کمزوری، جانبداری اور عصبیت نے ان کے خطاب عظیم "فقیہ العصر" کو بے اثر کر دیا۔ اور یہ خطاب ان سے وابستہ ہو کر اپنی معنوی خوبیوں کو کھو بیٹھا وہ فقیہ العصر کے بجائے ایک عام مفتی نظر آنے لگے۔

مگر اب تو انہیں عام مفتی کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ امام اہلسنت

مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق وہ بھی "جہلاء" میں ہیں — احکام شریعت کے مطابق ہی زیر نظر کتاب میں "مفتی شریف الحق کی جہالت" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔

راقم الحروف امام احمد رضا قدس سرہٗ کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنی غلطی سے معافی کا خواستگار ہے۔ میری غلطی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے نزدیک جو جاہل ہو اسے میں نے نائب مفتی اعظم ہند، استاذ العلماء فقیہ العصر اور نہ جانے کیا کیا لکھدیا۔

لہٰذا میں بے پھیر پھار اور بلا تاویل و توجیہہ اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اکابر اہلسنت کی روحانیت اور ان کا فیضان کرم اب دوبارہ کسی جاہل کو "فقیہ العصر" لکھنے سے مجھے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور روکے گا۔

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی
سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی

مولانا اختر رضا خاں ازہری کے تعارف کا محاکمہ

ابھی تازہ ترین ماہنامہ سنی دنیا بریلی کی جلد ۱۱ اور شمارہ ۱۲۰ بابت ماہ نومبر ۱۹۹۲ء " برہان ملت نمبر" کے نام سے شائع ہوا ہے اس میں ایک طویل مضمون ماہنامہ مذکور کے مدیر اعلیٰ جناب محمد شہاب الدین رضوی اختری کا تحریر کردہ ہے۔ لفظ " رضوی " کا وقار تو تسلیم شدہ ہے مگر لفظ " اختری " سے ہر فیض آبادی کو گدگدی ہوگی اور نغمہ و ترنم سے دلچسپی رکھنے والے حضرات " اختری " کی مقبولیت کو بریلی میں دیکھ کر حیرت و استعجاب کے شکار ہو جائیں گے شہاب الدین صاحب اپنے کو " اختری " لکھتے ہوئے " بے غم " ہیں۔ اور اسی " بے غم اختری " کی ادارت میں شائع نمبر میں ص۲ سے ص۸ تک برہان ملت کے مشاہیر خلفاء کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ان میں پہلا نام مولانا اختر رضا خاں ازہری کا ہے۔ جن پر " جانشین مفتی اعظم ہند، تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، مفتی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ اور علامہ " وغیرہ کے خطابات کی موسلا دھار بارش کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ ان کی پیدائش سے لے کر اب تک کے حالات تاریخ و سن کے ساتھ بہت سرسری اور انتہائی اجمالی انداز میں سپرد قلم کئے

گئے ہیں۔ جن سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ ۲۵، فروری ۱۹۴۳ء کو
محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ پکارنے کا نام محمد اسمٰعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا
حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا فرمائی۔ ابتدائی
ہدایہ آخرین تک دار العلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کی۔ بعدہ ۱۹۶۳ء
جامع ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں ۱۹۶۶ء میں جامع ازہر
سے فارغ ہوئے ۱۹۶۷ء میں مسند تدریس کو زینت بخشی اور افتاء کے کام
سنبھالا۔ ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام میں صدر المدرسین کے عہدے پر
ہوئے۔

ذرا آگے چل کر "بے غم اختری" رقمطراز ہیں۔

"حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے ۱۹۶۲ء ۱۳۸۱ھ ۱۵ جنوری
کو خلافت واجازت عطا فرمائی اور اپنا جانشین منتخب فرمایا
(ص ۷۸، ۷۹)

مدیر اختری کی یہ فکری جدت طرازی تنقیح طلب ہے۔ اسی طرح
صاحب کو سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کہنا یا لکھنا بھی
کے بالکل منافی ہے۔ اس لئے کہ مذکورہ آستانۂ عالیہ کے سجادہ نشین
کثیر علماء و مشائخ نیز عوام کے جھرمٹ میں ازہری صاحب کے استاذ
گرامی مولانا ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں صاحب منتخب کئے گئے
اور خود برہان ملت مفتی برہان الحق صاحب اور احسن العلماء علامہ حسن
صاحب مارہروی کے مقدس ہاتھوں سے ان کی دستار سجادگی کی رسم
گئی تھی۔ مولانا رحمانی میاں صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاحب
مسند سجادگی پر رونق افروز ہیں اور آستانہ عالیہ رضویہ کا سارا انتظام

نیز کنٹرول ان کے ہاتھوں میں ہے۔ ایسی صورت میں بیچارے ازہری میاں کا
مسند سجادگی یا آستانہ عالیہ رضویہ سے کیا تعلق ! اب اگر انہیں کوئی آستانہ
مذکور کا سجادہ نشین کہتا یا لکھتا ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہی ہوگا کہ وہ عوام
وخواص دونوں کو زبردست فریب میں مبتلا کرنے کا خواہش مند ہے ـــ جب
آنکھوں دیکھی بات کو اس قدر توڑ مروڑ اور دیدہ دلیری کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے
تو پھر مدیر "اختری" کی اس بات کا کیا اعتبار کہ

"۱۹۶۲ء میں مفتی اعظم قدس سرہ نے ان کو خلافت واجازت
عطا کی اور اپنا جانشین منتخب فرمایا !"

سب جانتے ہیں کہ مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں اور مولانا اختر رضا
خاں کے والد کے درمیان چچا بھتیجے اور خسرو داماد کے خونی رشتے ہونے کے
باوجود شدید مخالفت اور حد درجہ دوری تھی۔ دونوں ایک دوسرے کا منھ
دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ مزید برآں مفتی اعظم کے دوسرے چہیتے داماد
جناب ساجد علی خاں کی مردانی سیاست اس آگ میں تیل چھڑکنے کا فریضہ
انجام دے رہی تھی۔ ایسی خطرناک صورت حال کو دیکھ کر کون باور کر سکتا
ہے کہ مفتی اعظم نے مولانا اختر رضا ابن مولانا ابراہیم رضا کو اپنی خلافت واجازت
دے کر اپنا جانشین بھی منتخب فرمایا تھا ؟

میرے اس خیال کو تقویت اس تعزیت نامہ سے بھی ملتی ہے جسے
برہان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری نے مولانا ابراہیم رضا خاں کی ۱۲ر جون
۱۹۶۵ء کی وفات پر ان کے سارے پسماندگان کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر
کیا تھا :۔

"آپ تمام بھائیوں پر صبر و ہمت لازم ہے۔ اور اپنے محترم

والد کے وقار کا خیال رکھنا۔ حضرت مفتی اعظم سے ضرور کچھ اختلافات تھے اب ان کو ختم کرکے ایسا طرز عمل اختیار کیجئے کہ ان کے ہاتھ مضبوط ہوں اور آپ لوگوں پر انہیں پورا اعتماد ہو جائے۔ پھر وہ آپ کے نانا ہیں اور دادا بھی ہیں۔ لہذا ان کی سرپرستی ہی انشاء اللہ العزیز آپ لوگوں کے لئے باعث عزت و وقار ہوگی۔ (ص ۷۷)

اس مختصر ترین اقتباس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اندرونی اور گھریلو اختلافات کے پس منظر میں طرز عمل کو بدلنے، بے اعتمادی کو دور کرنے اور مفتی اعظم کی سرپرستی کو حاصل کرنے کا جو مفید اور مخلصانہ مشورہ ۱۹۶۵ء میں باپ کی رحلت کے بعد تمام صاحبزادوں کو دیا جا رہا ہے وہ اس حقیقت کا غماز ہے کہ باپ کی زندگی کی گرماگرمی کے ماحول یعنی ۱۹۶۲ء میں مفتی اعظم کا مولانا اختر رضا خاں کو خلافت و اجازت دینا اور اپنا جانشین منتخب کرنا کسی افسانہ طرازی سے کم نہیں ہے۔

اگر مذکورہ خلافت و اجازت نیز جانشین کے انتخاب کا ذکر مفروضہ طور پر بھی ۱۹۶۵ء کے بعد اور ۱۲؍ نومبر ۱۹۸۱ء یعنی وفات مفتی اعظم سے پہلے کیا جاتا تو کسی کو لب کشائی کی جرءت نہ ہوتی۔ مگر یہ تو حضرت مفتی اعظم ہند کی روحانیت اور ان کے والد ذی وقار امام احمد رضا فاضل بریلوی کا سنی مسلمانوں پر فیضان ہے کہ اپنے ہی خانوادہ کے ایک خانہ ساز پیر و مرشد کے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو اٹھا دیا۔ اب یہ بالکل دوسری بات ہے کہ "۱۵؍ نومبر ۱۹۸۲ء کو مولانا سید حسن میاں برکاتی مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے اجازت مرحمت فرمائی (اور) مولانا مفتی برہان الحق جبلپوری نے تمام سلاسل

کی خلافت سے نوازا (ص ٧٩)

اسی طرح بعض دیگر سلاسل کے مزید اجازت نامے اور خلافت نامے بھی جمع کر لئے جائیں تب بھی اس تازہ ترین تحقیق سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح نمایاں رہے گی کہ ١٩٦٢ء میں مولانا اختر رضا خاں نہ تو حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے منتخب جانشین ہیں اور نہ ہی انہیں ان سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

لہٰذا وہ تمام حضرات (خواہ کتنے ہی قدآور کیوں نہ ہوں) جو ایک بچاس سالہ شخص کو نوے سالہ کے روپ میں اپنے کاندھوں پر بٹھائے ملک کے طول و عرض میں گھوم رہے ہیں اور "جانشین مفتی اعظم یا سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ" کے نعرے لگا کر اپنے حلقوم خشک کر رہے ہیں وہ اب اپنی عاقبت کی خیر منائیں۔ دنیا کی منفعت کو عقبیٰ کی نعمت پر ترجیح نہ دیں اور بھولے بھالے سنی عوام کی عقیدت سے کھلواڑ نہ کریں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار!

سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی
کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد

لفظ کملی پر مولانا اختر خانصاحب کے شبہات کا ازالہ

مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی نے لفظ کملی کے تعلق سے روداد مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی سنہ ۱۴۰۹ھ میں اظہار خیال فرمایا۔

پھر مفتی شفیق احمد شریفی نے تقریباً مفتی بدرالدین صاحب کے دلائل، الفاظ و عبارت کو نقل کر کے ایک اشتہار شائع کیا — پھر مفتی شریف الحق امجدی نے ماہنامہ اشرفیہ جون سنہ ۱۹۹۱ء میں زیر عنوان " شرعی مسائل" مذکورہ مفتیوں کے سُر سے سُر ملایا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مفتی بدرالدین نے اپنے مطبوعہ مضمون کو دوبارہ شائع کرایا۔ جسے ادارۂ شرعیہ مہاراشٹریہ نے بنام " عطیہ ربانی در مقالۂ نورانی" شائع کیا —

لفظ کملی کو تصغیر اور اسے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر کے لئے استعمال کرنا ممنوع و حرام پہلے مفتی بدرالدین صاحب نے قرار دیا جس کا اتباع مفتی شفیق احمد شریفی اور مفتی شریف الحق امجدی نے کیا۔ مفتی

بدرالدین صاحب کے تحریر کردہ مقالہ نورانی سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"اور رہا تصغیر کا لفظ تو وہ اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ شیئ کو حقیر و بے قدر بتائے" (مقالہ نورانی صہ ۸)

"لیکن یہ امر بھی قابل تسلیم اور واقع کے مطابق ہے کہ تصغیر کا لفظ ہمیشہ تحقیر ہی کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ کبھی محبت، پیار اور دلار کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے۔ (ایضاً صہ ۹)

" بلکہ کسی شیئ کو جسامت والا یعنی بڑا بتانے کیلئے بھی کلمہ تصغیر آتا ہے مثلاً ناک کی تصغیر ناکڑا" (ایضاً صہ ۹)

پھر کلمات تصغیر کی طویل ترین فہرست پیش کرتے ہیں۔ جس میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

چادر کی تصغیر چدریا
نگر کی تصغیر نگری یا نگریا
راستہ کی تصغیر ڈگریا
چہرہ کی تصغیر مکھڑا
آنکھ کی تصغیر انکھڑیاں
کمبل کی تصغیر کملی اور کملیا (ایضاً صہ ۱۰،۹)

اور آخر میں یہ فتویٰ صادر فرماتے ہیں :۔

"یہی وجہ ہے کہ پیشوایان دین و فقہائے شریعت نے کلمہ تصغیر کی اصل وضع پر نگاہ رکھ کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں اسکا بولنا اگر بطور تحقیر ہو تو صریح کفر قرار دیا ہے اور اگر بطور محبت ہو تو سخت ممنوع و حرام ٹھہرایا ہے (ایضاً صہ ۹)

مزید فرماتے ہیں :-

سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رسول اعظم ہیں فقہائے اسلام نے تو سرکار سے نسبی تعلق رکھنے والے سادات کرام اور سرکار کی نیابت والے علمائے دین کے حق میں بطور تحقیر کلمہ تصغیر بولنے والے کو کافر ٹھہرایا ہے ۔ (ایضاً صا)

ناظرین کرام ! لفظ کملی کو تصغیر قرار دینا اور سرکار دو عالم کے لئے اس کا استعمال ممنوع و حرام ٹھہرانا مفتی شریف الحق اور مفتی شفیق احمد کا پہلا کام نہیں ہے بلکہ ان دونوں حضرات سے قبل یہ فریضہ مفتی بدرالدین صاحب نے انجام دیا ہے ۔ حالانکہ برسوں پہلے خود مفتی بدرالدین صاحب نے راز الہ آبادی کی ایک مشہور نعت شریف اپنی تالیف تعمیر ادب حصہ سوم ص۵۸ پر شائع کیا تھا جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے ۔

"نار دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن" (مقالہ نورانی ص۳۴)

پھر لفظ کملی کے خلاف اچانک یہ محاذ آرائی کیوں ؟ یہ مفتی بدرالدین صاحب کو کیا سوجھی کہ وہ لفظ کملی کو تصغیر قرار دینے لگے ۔ آئیے اس کی تفصیل بھی مفتی بدرالدین صاحب سے ہی سنیں ۔ وہ فرماتے ہیں :-

زیر بحث کلمہ تصغیر کے بول جانے پر شہزادۂ سرکار شیر بیشہ سنت کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ امسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا ۔ چھٹویں رجب ۱۴۰۹ھ بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب

قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ کے کاشانے پر قل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ بہرائچ شریف نیز دیگر علمائے کرام موجود تھے۔ قل شریف کے اسی مجمع میں سرکار شیر بیشۂ سنت امام المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شہزادہ حضرت مولانا ادریس رضا خانصاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ہمارے سرکار پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائینگے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو — یہ شرعی تنبیہہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہہ کو سراہا۔ بعدہ بھرے مجمع میں واضح کیا کہ کملی، تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور چونکہ میری زبان سے یہ خلاف شریعت کلمہ نکلا اسلئے میں بارگاہ الٰہی جل جلالہ میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے (ھذا او کما قال)

پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

خود میں بھی اس مجمع میں موجود تھا۔ توبہ کا واقعہ

میرے سامنے گزرا۔ میں نے محسوس کیا حضرت علامہ ازہری
قبلہ کے ٹوکنے پر مولانا موصوف نہ تو اپنی پیشانی پر بل لائے
نہ بے جا تاویل کا سہارا لیا۔"

(عطیہ ربانی درمقالہ نورانی ص ۲۳، ۲۴

قارئین کرام نے مذکورہ بالا بیان سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ علمائے کرام اور مفتیان عظام کی محفل میں لفظ کملی کے خلاف صرف ازہری صاحب نے فتوی دیا۔ مفتی بدرالدین یا مفتی رجب علی صاحب میں سے کسی کو اٹھ کر ازہری صاحب کی اصلاح کرنی چاہیئے تھی مگر لفظ کملی کو تصغیر قرار دینے پر ازہری صاحب کی اصلاح کرنے کے بجائے اس کی تائید کر کے مفتی بدرالدین صاحب قادری نے غلو سے کام لیا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ مقالہ نورانی ص ۳۴ پر لکھتے ہیں :-

" زیر نظر مقالۂ نورانی کی ترتیب کے زمانے میں مجھے اچانک یاد آگیا کہ زیر بحث کلمہ تصغیر استعمال کرنے کی فاش غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے۔ تعمیر ادب حصہ سوم ص ۵۸ میں میں نے راز الہ آبادی کی ایک مشہور نعت شامل کتاب کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے۔

نار دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

وضاحت :- کمبل کی تصغیر کملی اور کملی کی تصغیر کملیا ہے۔ ان دونوں میں کملیا اچھلتی ہوئی تصغیر ہے اور رہا کملی کا تصغیر ہونا تو اس میں خفا اور پوشیدگی ضرور ہے مگر ہے وہ کلمۂ

تصغیر ہی۔ جس کا استعمال سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ممنوع و حرام ہے۔

فیروز اللغات مطبوعہ دہلی صـ ۷۶۶ میں ہے۔

کملی :۔ کمل کی تصغیر چھوٹا کمل

میری خطا یہ ہے کہ میں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاک میں اس کلمہ کو برقرار رکھا جسکا استعمال سرکار کے حق میں حرام ہے۔"

مزید فرماتے ہیں :۔

"پھر چونکہ میری یہ غلطی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپ کر ہندوستان کے مختلف صوبے اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اس لئے اس کے لئے صرف سرّی توبہ کافی نہیں بلکہ بالاعلان توبہ ضروری ہے۔ اب میں تحریری توبہ پیش کرتا ہوں۔"

(مقالہ نورانی صـ ۳۵)

ازہری صاحب کے فتوے کا وزن بڑھانے کیلئے مقالہ نورانی کے صـ ۳۴ اور صـ ۳۵ پر سرّی توبہ اور تحریری توبہ کے باوجود صفحہ ۳۶ پر الفاظ بدل کے تیسری توبہ کرتے ہیں۔ یہ منظر بھی ملاحظہ ہو :۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم! میں نے اپنی تصنیف تعمیر ادب حصہ سوم صفحہ ۵۸ پر راز الہ آبادی کی انشا کردہ نعت شریف شامل کتاب کی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

نار دوزخ سے بچنا ہو جس کو\
تھام لے کملی والے کا دامن

اس شعر میں تیرے عظمت والے نبی، تیرے عزت والے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کلمہ تصغیر کا استعمال ہوا جو شرعاً حرام ہے۔ میں تیری بارگاہ اقدس میں اقرار کرتا ہوں کہ نعت شریف مذکورہ بالا میں زیر بحث کلمہ تصغیر کو برقرار رکھ کر میں خطاوار ہوا۔ میں اپنی اس غلطی کو بے پھیر پھار بلا تاویل غلطی مانتا ہوں۔ میں تیری بارگاہ بیکس نواز تعالیٰ شانہ میں اس غلطی پر توبہ کرتا ہوں۔" (مقالہ نورانی ص۳۶)

ناظرین کرام! آپ صفحہ ۳۴، ۳۵ اور ۳۶ پر مفتی صاحب کی تین توبہ پڑھ چکے اب صفحہ ۳۷ پر چوتھی توبہ بھی پڑھ لیجئے؟

"اس غلام سے نعت شریف میں کلمہ تصغیر برقرار رکھنے کا جرم ہوا ہے یہ غلام حضور کی بارگاہ عزت میں اس جرم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے"

لفظ کملی تصغیر ہے اس کا استعمال سرکار کے لئے محبۃً بھی ممنوع و حرام ہے —— یہ بات مفتی بدرالدین صاحب کو سب سے پہلے کب اور کس سے معلوم ہوئی۔ اس کا صحیح جواب پردۂ زنگاری میں پوشیدہ معشوق کو بے نقاب کردے گا۔ تو سنئے! ۶ر رجب المرجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۳ر فروری ۱۹۸۹ء یعنی آج سے تقریباً چار سال قبل اجمیر شریف میں مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری سے معلوم ہوئی۔ (مقالہ نورانی ص۲۳)

اس سے قبل مفتی بدرالدین صاحب برسہا برس علوم دین پڑھتے رہے برسہا برس پڑھاتے رہے اور برسہا برس سے فتویٰ نویسی اور اکابرین دین کی خدمت میں مصروف رہے مگر —— "لفظ کملی" کے بارے میں جو شگوفہ

مولانا اختر رضا نے چھوڑا وہ مفتی صاحب کو اپنے اساتذہ اور اکابر سے معلوم نہ ہو سکا۔

دوسری قابل غور بات یہ ہیکہ مولانا اختر رضا خاں نے ۶ ر رجب ۱۴۰۹ھ کو لفظ کملی کے خلاف فتویٰ دیا اور مولانا ادریس رضا خاں صاحب سے توبہ کرائی مگر مفتی بدرالدین صاحب فوراً توبہ نہیں کرتے بلکہ ۲۴ ر رجب ۱۴۰۹ھ کو توبہ کرتے ہیں تقریباً ۱۸ ر دن تک زبانی یا تحریری توبہ نہ کرنے کی کون سی وجہ شرعی ہو سکتی ہے؟ جبکہ حق ان پر چھ ۶ رجب کو ہی واضح ہو چکا تھا۔

یہ ہے مولانا اختر رضا خاں کے کچے علم اور نا پختہ سمجھ پر آنکھ بند کر کے اعتماد کرنے کا نتیجہ کہ مفتی صاحب ایسی توبہ کرنے لگے جس نے اکابر شکنی کی بدترین مثال قائم کی ہے۔

مولانا اختر رضا خاں کے منھ سے نکلا ہوا ایک جملہ " نوری چادر کہو " اس قدر مستند ہو گیا کہ مفتی بدرالدین قادری جیسا مفتی بھی توبہ پہ توبہ کرنے لگا مولانا ادریس رضا سے بھی معافی منگوائی گئی اور مفتی شریف الحق و مفتی شفیق احمد بھی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ اور ان میں سے کسی نے بھی نہیں سوچا کہ اس خورد نوازی، جانبداری، دلجوئی اور پرچم اختری کو آنکھ بند کر کے بلند کرنے سے کہیں " اکابر اہلسنت " کی تحقیقات پر زد تو نہیں پڑے گی۔

لفظ کملی کو تصغیر قرار دے کر اختر رضا خاں نے راز الہ آبادی، بیکل بلرامپوری، اجمل سلطانپوری، شمس الہ آبادی، مولانا عبدالوحید قادری راہی بستوی اور روشن بستوی کی نہیں بلکہ اکابر اہلسنت اور ائمہ ملت کی مخالفت کی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو:-

(۱) مولانا اختر رضا خاں کو عرس غریب نواز کے مقدس ترین موقعہ پر

لفظ کملی کو تصغیر قرار دینے سے قبل اپنے گھر کے بزرگوں کی کتابیں ضرور پڑھ لینی چاہیئے تھیں۔ اس لفظ سے متعلق امام احمد رضا فاضل بریلوی اور ان کے والد بزرگوار محقق بریلوی کے خیالات سے آگاہ ہونا چاہیئے تھا۔ ازہری صاحب کی معلومات کا حال یہ ہے کہ ان کو اعلیٰ حضرت کے ارشادات کی جانکاری نہیں۔ ان کے والد بزرگوار کے فرمودات کی خبر نہیں۔ صدر الافاضل اور صدر الشریعہ تک سے علمی رابطہ نہیں۔ آئیے سب سے پہلے لفظ کملی کے بارے میں اس ذات بابرکات کو پیش کرتا ہوں جسے فراموش کر کے مولانا اختر رضا خاں ازہری نے زبردست غلطی کی ہے اور وہ ہیں امام المتکلمین حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جن کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :۔

"جودتِ انظار وحدت افکار وفہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلا نے انہیں عطا فرمائی۔ ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔

(سرور القلوب بذکر المحبوب صفحہ ب)

محقق بریلوی کے بارے میں علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ فرماتے ہیں۔

"آپ کی تصانیف آپ کے تبحر علمی کا منھ بولتا ثبوت ہیں انداز بیان ناصحانہ اور دلنشیں ہے۔ امام رازی کا تبحر اور امام غزالی کا پرسوز لب ولہجہ قاری کے دل ودماغ کو اپیل کرتا ہے۔" (سرور القلوب صفحہ ث)

محقق بریلوی کے "سفرِ آخری" کا ذکر اعلیٰ حضرت کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:-

"جس وقت روحِ پر فتوح نے جدائی فرمائی۔ فقیر سرہانے کھڑا تھا۔ واللہ العظیم! ایک نورِ ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینے سے اٹھ کر برقِ تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعانِ خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے۔ یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ روح بدن میں نہ تھی۔"

(سرور القلوب صـ)

مذکورہ بالا بے مثال اور عظیم الشان ہستی نے بھی لفظ کملی کا استعمال اپنی تصنیف میں یوں کیا ہے!

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں کئی بار خرچ کیا یہاں تک کہ ایک دن کملی کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اور اس میں کانٹے لگا کر حضرت کی خدمت میں آئے" (سرور القلوب صـ۴۸)

(۲) محقق بریلوی قدس سرہ اپنی دوسری تصنیف میں ایک صحابیِ رسول کی چادر جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود استعمال فرمایا ——— اس کو کملی لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں حضرت محقق بریلوی کے الفاظ:-

"سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پر آرام نہ فرماتے۔ ایک دن کسی نے کملی چادر تہہ کر کے بچھا دی تھی۔ رات بھر کروٹیں لیتے رہے نیند نہ آئی" (الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح صـ۱۵۲)

(۳) صدر الافاضل، فخر الاماثل علامہ نعیم الدین اشرفی مراد آبادی قدس سرہ کو کون نہیں جانتا۔ برصغیر ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت ہیں۔ اور جن کے تجدیدی کارناموں سے "فتنہ ارتداد اور تحریک شدھی" آج بھی لرزاں ہے۔ حضور صدّ الافاضل ایسے فقیہہ و ذمہ دار تھے جو معمولی غلطی کو بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ اب لفظ کملی کو برقرار رکھنے کے تعلق سے ان کا رویہ ملاحظہ ہو:

"سوال ۱؎ یا ایہا المزمل۔ اے کملی اوڑھنے والے۔ تو آیا یہ کملی کیسی تھی جو آج کل کے درویش اوڑھتے ہیں۔ یا کیسی کملی تھی۔ کس جانور کے اون کی تھی اور اس کا تانا کیسا تھا اور بانا کیسا تھا اور کس کے ہاتھوں کی بنی ہوئی تھی اور اگر سوت کی تھی تو سوت کیسا تھا اور کس زمین پر وہ کپاس بوئی گئی تھی اور کس نے اس سوت کو کاتا تھا۔ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث شریف سے جواب عطا فرمائیے کتاب و صفحہ کا حوالہ ہو۔

اب مکمل جواب ملاحظہ فرمائیں:۔

الجواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

قرآن کریم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایک ادائے خاص کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب فرما کر آپ کی محبوبیت کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ اون یا سوت کی کوئی خصوصیت اس خطاب کا باعث نہیں۔

جو کپڑا بھی تن نازنین و جسم اقدس پر ہے اس سے حضور کو
کچھ فضیلت نہیں ہر چیز کو حضور سے شرف ہے۔ منظور تو
محبوب کی وہ ادا ہے جو وقت نزول وحی تھی اس لئے اس
لباس کے تانے بانے کا دریافت کرنا بے کار ہے مِنْ
حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ۔ دیکھنا
ہے کہ ابتدائے حال میں وحی کی عظمت کا اثر جو قلب مبارک
پر ہوا اس سے بدن اقدس پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی
کہ جامۂ اقدس میں لپٹ گئے اللہ تعالیٰ اس ادائے محبوبانہ
کو پسند فرما کر تسکین خاطر اقدس کے لئے آپ کے اسی حال
سے آپ کو مخاطب فرما کر ملاطفت و کرم کا اظہار فرماتا ہے کہ
آپ کی یہ ادا محبوب ہے حتیٰ کہ ہم اسی ادا سے خطاب فرماتے
ہیں۔ قال السہیلی اِنَّمَا الْمُزَّمِّلُ اسْمٌ مُشْتَقٌّ
مِنْ حَالِہِ الَّتِی کان علیہا حِیْنَ الخطابِ وَکَذٰلِکَ
الْمُدَّثِّرُ وَفِیْ خِطَابِہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِھٰذَا
الاسْمِ فائدتانِ اِحْدَاھُمَا الْمُلَاطَفَۃُ واللّٰہ
سبحانہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی صدر الافاضل سواد اعظم لاہور ص ۱۱۴-۱۱۵)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ سوال میں تین مرتبہ لفظ کملی کا استعمال ہوا۔ مگر
صدر الافاضل قدس سرہ نے ایک بار بھی اس کی تردید نہ کی ــــ اور مولانا
اختر رضا خاں نے صرف ایک بار لفظ کملی سن لیا تو کہنے والے کو تنبیہ کی اور
توبہ کرائی ــــ تو کیا اختر رضا خاں کی طفلانہ سمجھ بھی حضور صدر الافاضل

کی دینی سمجھ پر بھاری ہے ؟

④ اب سب اختریوں اور امجدیوں کو سینے پر ہاتھ رکھنا پڑے گا۔ کہ وہ ذات گرامی آپ ہی ہے۔ جو اعلیٰ حضرت کی آرزو اور اہلسنت کی آبرو ہے۔ فقیہہ اعظم برصغیر اور مصنف بہار شریعت ہے ــــ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی قادری زیر عنوان "لباس کا بیان" ارشاد فرماتے ہیں :

"حدیث ۵۔ بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کمبلی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا کہ حضور کی وفات انہی میں ہوئی (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے) (بہار شریعت حصہ سولہ۱۶ ص۳۳)

⑤ حضور صدر الشریعہ ایک دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اور صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگان دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کمبلی ہوتی مگر دل مخزن انوار اور معدن اسرار لامتناہی ہوتا (بہار شریعت حصہ سولہ۱۶ ص۴۵)

⑥ رئیس المتکلمین، سید المحدثین، امام المناظرین مخدوم الملت علامہ مفتی سید محمد کچھوچھوی المعروف بہ محدث اعظم ہند قدس سرہ "فرش پر عرش" میں فرماتے ہیں :-

شامیانہ نہیں خورشید قیامت کیلئے
کالی کمبلی کے سوا چادر عترت کے سوا

(۷) اب اس ذات کی طرف متوجہ ہوں جو پروردہ سرمحبوباں آئینہ حسن
خوباں ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سرکار سید علی حسین اشرفی جیلانی
قدس سرہ کے چہیتے مرید و خلیفہ، صدر الافاضل کے قابل فخر شاگرد اور مفتی اعظم
کے نور نظر تھے میری مراد صدر العلمار، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی اشرفی
قدس سرہ کی ذات بابرکات ہے وہ اپنی فقہی کتاب "نظام شریعت" میں
ارشاد فرماتے ہیں :-

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ
کالی کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کا کچھ
حصہ گذارنے کے بعد باہر تشریف لائے۔"

(نظام شریعت ص ۱۲)

(۸) شاہکار صدر الشریعہ، شیخ الحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت
علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی کو کون نہیں جانتا خود مولانا اختر رضا، خواجہ مظفر حسین
اور شیع الرحمٰن کی ہمت نہیں ہوئی کہ علامہ اعظمی کے فتوے کے خلاف فتویٰ دے
سکیں۔ اگرچہ "ضرب آخر" اور "سعیٔ آخر" میں باربار تحریری مطالبہ کیا جا
چکا ہے۔ ایسی عبقری شخصیت، معتبر شیخ الحدیث اور مستند عالم دین نے بھی
لفظ کملی کو یوں استعمال کیا ہے۔

"خدا جن جن چیزوں کو پالتا ہے رسول ان سب چیزوں کے
لئے رحمت ہیں اس کا ماحصل یہ ہوا کہ جہاں جہاں خدا کی
ربوبیت و کبریائی ہے۔ بلا شبہ وہاں محمد کی مصطفائی بھی
ہے اور جو جو چیزیں خدا کی خدائی میں داخل ہیں یقیناً
وہ سب چیزیں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

کالی کالی رحمت والی کملی میں پناہ لینے والی ہیں۔"
(ایمانی تقریریں حصہ اول صـ۶۵)

(۹) حضور صدرالشریعہ نے بہار شریعت حصہ شانزدہ صـ۳۳ پر جس حدیث کے ترجمہ میں لفظ کملی استعمال کیا ہے وہ حدیث بخاری شریف بارھواں پارہ صـ۴۳۰ اور چوبیسواں پارہ صـ۸۶۴ پر موجود ہے۔ نیز یہی حدیث مسلم شریف جلد ۲ کتاب اللباس میں بھی ہے اس حدیث کا ترجمہ بہار شریعت کی طرح ہی "سنی فضائل اعمال" صـ۵۳۵ پر بیان سنت تہبند میں لفظ "کملی" سے کیا گیا ہے۔

(۱۰) حدیث مذکور میں لفظ کسار ہے اور اس کا ترجمہ صدرالشریعہ نے کملی کیا ہے جیسا کہ لغات میں ہے۔
"کساء:- چادر، گلیم، کملی (لغات کشوری صـ۳۸۳)

(۱۱) کساء:- گدڑی۔ گلیم۔ کملی
(فیروز اللغات فارسی حصہ دوم صـ۲۵۵)

(۱۲) یہ تو تھے اکابر اہلسنت
محقق بریلوی علامہ نقی علی خاں
صدرالافاضل علامہ نعیم الدین
صدرالشریعہ علامہ امجد علی
مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند
صدر العلماء علامہ جیلانی میرٹھی
استاذ العلماء علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان
جنھوں نے "کملی، کالی کملی، کالی کالی رحمت والی کملی اور کالی کملی والے آقا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا اور لکھنے دیا۔

اب آئیے ذرا مولانا اختر رضا کی پرائیویٹ کمپنی کے جنرل منیجر، ان کے ماہنامہ سنی دنیا کے سابق مدیر، اور نفع ونقصان کے مشیر کو دیکھا جائے ۔۔۔ وہ اپنے ایک مضمون زیر عنوان " وسیم بریلوی کی نعت گوئی ایک جائزہ " میں فرماتے ہیں:۔

" وسیم اپنی تمام تر ہنرمندی اور فنکارانہ عظمت وشہرت اور مقبولیت بس اسی تاج والے کا صدقہ تسلیم کرتے ہیں کہ سارے چمک والے جس سے چمک پاتے ہیں اور جس کی گلیوں میں تاجدار بھیک مانگتے پھرتے ہیں وسیم بریلوی برملا اظہار کرتے ہیں ؎

وسیم جو کچھ بھی ہے صدقہ ہے کملی والے کا
تمہارے پاس تو کوئی ہنر نہیں لگتا

(ماہنامہ حجاز جدید دہلی ستمبر ۱۹۹۲ء صـ۳۱ از مولانا عبد النعیم عزیزی)

قارئین کرام دیکھ رہے ہیں آپ مفتی بدر الدین کو
مفتی شریف الحق کو
مفتی شفیق احمد شریفی کو
ایک اختر رضا کی بات کو اونچا کرنے کیلئے "کلمہ تصغیر" کا بہانہ بنا کے اپنے قول وعمل سے
محقق بریلوی علامہ نقی علی خاں کو
صدر الافاضل کو
صدر الشریعہ کو
محدث اعظم ہند کو

صدر العلماء علامہ میرٹھی کو
استاذ العلماء علامہ اعظمی کو
خطا کار کے کٹہرے میں لا کے کھڑا کردیا
ان حضرات کو گنہگار اور حرام کار بتایا
فاش غلطی کا انتساب کیا
توبہ، استغفار اور طلب شفاعت اس خطا پر ضروری قرار دیا
مذکورہ اکابر پر ستری توبہ نہیں بلکہ تحریری توبہ ضروری ولازمی ٹھہرایا
لفظ کملی کا سرکار کے لئے استعمال کو جرم بتا کر سب کو مجرم گردانا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کلمہ زیر بحث میں جو لوگ مفتی صاحب سے متفق ہیں وہ بتائیں کہ جب مفتی صاحب نے خود لفظ کملی کا استعمال نہیں کیا تھا بلکہ راز الہ آبادی کی انشا کردہ نعت شریف میں جو لفظ کملی تھا صرف اسے برقرار رکھا تھا تو ان کو مقالہ نورانی میں چار بار توبہ کرنی پڑی اب کیا یہ مفتیان بریلی اپنے فتووں کے مطابق ان اکابر سے بھی توبہ کرائیں گے جنہوں نے خود لفظ کملی سرکار کے لئے لکھا، کیا انہیں بھی واجب التوبہ قرار دیں گے ؟ اور کیا فاضل بریلوی امام احمد رضا سے بھی توبہ کرائیں گے جنہوں نے لفظ کملی کو ٹھیک مفتی بدرالدین احمد کی طرح اپنے والد گرامی کی کتاب کی تقریظ لکھ کر برقرار رکھا۔
مجبور کیوں نہیں کرتے اختر رضا خاں کو کہ وہ
اعلیٰ حضرت کو لفظ کملی کی برقراری پر واجب التوبہ قرار دیں۔
محقق بریلوی نقی علی خاں سے توبہ کرائیں اور نوری چادر کھلوائیں۔
فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں اور محقق بریلوی علامہ نقی علی خاں کی

روح پرفتوح اختر رضا کی اس حرکت پر کس قدر بے چین ہوگی ؟

ایسی اولاد ——— جس کے فتوے سے خود اس کے خانوادہ کے اکابر زد میں آجائیں وہ اپنے گھر میں خود آگ لگائے ——— ایسی اولاد سے لاولد رہنا اچھا۔

شاید یہی وجہ ہے جو مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے بعد نہ ان کو جانشینی دی۔ نہ علماء ومشائخ کے ذریعہ ان کو متولی اور سجادہ نشین ہونے دیا اور نہ ہی اپنی تقریر و تحریر سے اپنی عظمتوں کا وارث ہی بنایا اور نہ ہی اپنی نماز جنازہ میں ان کو امامت کا موقع ہی دیا۔ یہ تھی مفتی اعظم ہند کی کرامت و روحانیت۔

مولانا اختر رضا خاں تو "کوی کالیداس" سے بھی زیادہ احمق ہیں۔ کالیداس نے تو اس شاخ کو کاٹنا شروع کیا تھا جس پہ وہ خود بیٹھا تھا اور اس کے کٹنے سے اس کی جان کو خطرہ تھا — مگر — مولانا اختر رضا خاں تو اس شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس کے کٹنے سے ان کے ایمان کو خطرہ ہے۔

بشرطیکہ ان میں ایمان ہو

کیونکہ ان کے برادر گرامی علامہ ریحان رضا خاں صاحب سجادہ نشین و متولی خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی حیات ظاہری میں ہی ان کی تکفیر کر چکے ہیں۔ اور تکفیر بھی چھپ کر نہیں بلکہ چھاپ کر کی ہے اور وہ گھر کا بھی ہے استاذ بھی ہے اور حقیقی بڑا بھائی بھی ہے۔ آخر کچھ تو ازہری صاحب نے کہا یا کیا ہوگا۔ تکفیر کوئی معمولی بات نہیں ہے جسے ہنسی میں اڑا دیا جائے ہمیں اختر رضا خاں کو قریب سے پہچاننا ہوگا۔ ان کی فتنہ سامانیوں سے امت کو بچانا ہوگا۔ ان کی بے باکیوں پر پابندی لگانی ہوگی۔ ان سے صرف جھاڑ

پھونک، سرمہ انگوٹھی کا کام کروانا ہوگا۔ ورنہ اکابر اہلسنت کا وقار ان کی وجہ سے خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ اکابر اہلسنت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور بزرگان دین کے لیے لفظ کملی استعمال کریں۔ حدیث میں وارد لفظ کسا کا ترجمہ ہی صدرالشریعہ لفظ کملی سے کریں ـــــ

مگر اختر رضا خاں تصغیر، تصغیر کی رٹ لگا کر

نکر امام احمد رضا کو مجروح کریں

علامہ نقی علی خاں کی تردید کریں

صدرالشریعہ اور صدرالافاضل کا مذاق بنائیں

محدث اعظم ہند، صدرالعلماء علامہ میرٹھی اور استاذ العلماء علامہ اعظمی پر اختر رضا اینڈ کمپنی حملہ آور ہو۔ کیا ہوگیا ہے آج کے بریلی کو۔

خیر کوئی بات نہیں!

جب تک بریلی ـــــ اکابر اہلسنت کی خدمت کرتا رہا۔ کچھوچھہ مقدسہ نے ساتھ دیا ـــــ اب جبکہ وہ اکابر اہلسنت پر حملہ آور ہو رہا ہے تو پھر امام احمد رضا کے والد ذی وقار اور صدرالشریعہ جیسے دیگر اکابر کا دفاع "کچھوچھا شریف" کرے گا۔

سادات کچھوچھہ شریف ـــــ اولاد غوث اعظم پیران پیر دستگیر ہیں۔ وہ اپنے گھرانے کے غلاموں کی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو جب تک کچھوچھہ مقدسہ میں اشرفی خانوادہ اور جیلانی گھرانہ موجود ہے اکابر اہلسنت پر کوئی آنکھ اٹھا کے جا نہیں سکتا ـــــ خواہ وہ بد نصیب باہر والا ہو یا گھر والا۔

یہی وجہ ہے کہ جب ازہری صاحب اور ان کے چند ہم نواؤں نے امام

احمد رضا خاں فاضل بریلوی، علامہ نقی علی خاں محقق بریلوی، صدر الافاضل اور صدر الشریعہ کے خلاف فتویٰ دیا تو غیرت ہاشمی جوش میں آگئی اور اس آل غوث اعظم نے قلم اٹھا لیا تاکہ اکابر کی عزت و آبرو کو مولانا اختر رضا کی مصری چالوں سے بچایا جا سکے۔

کملی اور کملی والے

کملی کا ترجمہ فیروزاللغات میں چھوٹا کمبل ہے اور دوسری لغات میں بھی چھوٹا کمبل یا چھوٹا سا کمبل ہے۔ یہ کلمہ تصغیر نہیں بلکہ کمبل کو سامنے رکھ کر کملی کے طول وعرض کی تفہیم ہے۔ کملی واقعی طول وعرض یعنی لمبائی چوڑائی میں کمبل سے بڑی نہیں بلکہ کم ہے۔ جیسے اٹیچی چھوٹے بکس کو کہتے ہیں۔ تو کیا چھوٹا بکس ہونے کی وجہ سے اٹیچی کو بھی بکس کی تصغیر کہنے لگیں گے۔ ہرگز نہیں۔ ٹھیک اسی طرح کمبل سے چھوٹا ہونا اور لمبائی چوڑائی میں کمبل سے کم ہونا کملی کو کمبل کی تصغیر نہیں بناتا ــــــ

دراصل کملی کا ترجمہ چھوٹا کمبل یا چھوٹا سا کمبل کرنا۔ مجبوریوں سے بھرا ترجمہ ہے۔ کیونکہ کمبل سے چھوٹی اونی چادر کے لئے کوئی مستقل لفظ نہیں تھا۔ ایسا لفظ جو کملی کی طرح بے داغ ہو اور وہ تحقیر کے لئے نہ ہو۔ مگر آج تو لفظ کملی کا شاندار اور بے داغ ترجمہ کیا جاسکتا ہے جو کمبل کے بالمقابل اس کے طول وعرض کو بھی واضح کردے اور تصغیر کا وہم بھی نہ ہو۔ اور وہ ترجمہ یہ ہے۔

کملی بمعنی شال

اونی کملی :۔ اونی شال

سوتی کملی :- سوتی شال

شال کہہ دینے کے بعد ارباب لغت کو اب چھوٹا کمبل کہنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی امید ہے اہل علم میرے اس تطفل کو بنظر محبت دیکھیں گے اور کچھوچھہ مقدسہ و بریلی شریف کے اکابر کی دعائیں بھی ملیں گی۔

لفظ شال۔ انگریزی و ہندوستانی دونوں میں مستعمل ہے ملاحظہ ہو لغت

(۱) شال ASHAWL (بھارگواز ہندی انگریزی ڈکشنری ص ۱۰۲۴)

لفظ کملی شال کو بھی کہہ سکتے ہیں اور چادر و گلیم کو بھی کملی کہہ سکتے ہیں اور لفظ کملی کی عربی کساء ہے۔ اسی لئے صدر الشریعہ نے کساء کا ترجمہ کملی سے کیا ہے جو لغت کے مطابق ہے۔

(۲) کساء :- چادر، گلیم، کملی (لغات کشوری ص ۳۸۳) اور
(فیروز اللغات فارسی حصہ دوم ص ۲۵۵)

(۳) کملی والا :- AS THE HOLY PROPHET,S APPELLATION-THE ROBED
(اسٹینڈرڈ ٹوئنٹیتھ سنچری اردو انگلش ڈکشنری ص ۸۹۷)

یعنی کملی والا بمعنی صاحب قبا اور پیغمبر اسلام کا خطاب

(۴) کملی والا :- EPITHET OF PROPHET MUHAMMAD - GENERALLY USED IN NAT (POEMS WRITTEN IN PRAISE OF THE PROPHET.

کملی والا :- یعنی پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لقب — عام طور سے اسے نعت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(نعت اس منظوم کلام کو کہتے ہیں جو پیغمبر اسلام کی تعریف میں ہو)
(ڈکشنری اردو ورڈس انگلش ہندی ص ۱۳۴)

اردو زبان کے مسلّم اساتذہ میں سے بابائے اردو مولوی عبد الحق

کی لغوی تحقیق آپ ملاحظہ فرما چکے اب اردو زبان کے دوسرے مسلم استاذ ڈاکٹر اقبال کو سنئے۔ انہوں نے ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "کملی والے" بانگ درا میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو پورا شعر

(۵) اے باد صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دین بھی گیا دنیا بھی گئی

(کلیات اقبال ص۲۷۰)

المختصر لغت، زبان اور ادب کے مسلم اساتذہ کے ارشادات نے واضح کر دیا کہ لغتاً اور عرفاً نیز زبان کے مسلم اساتذہ کے نزدیک بھی کملی والے سے مراد ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور ان کی نعت شریف میں اس کا استعمال صحیح و درست ہے۔ لہٰذا ہمارے بزرگوں نے یعنی امام احمد رضا، علامہ نقی علی خاں، صدر الافاضل، صدر الشریعہ، محدث اعظم، صدر العلماء اور استاذ العلماء کی طرح بے شمار علماء و مشائخ اور شعراء نے لفظ کملی، کالی کملی، کالی کالی رحمت والی کملی اور کالی کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استعمال کر کے یا برقرار رکھ کر نہ کوئی جرم کیا ہے۔ نہ کوئی گناہ۔

البتہ مولانا اختر رضا خاں، مفتی شریف الحق اور مفتی شفیق احمد کو توبہ کرنی چاہیئے جن کے ایک غلط فتوے سے

امام احمد رضا فاضل بریلوی
علامہ نقی علی خاں محقق بریلوی
صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری
ہم شبیہ غوث اعظم سرکار کچھوچھوی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں
محدث اعظم ہند

صدر العلماء علامہ میرٹھی

استاذ العلماء علامہ اعظمی جیسے اکابر بھی خطا کاروں کی صف میں آ رہے ہیں ــــ نعوذ باللہ۔ من الخرافات الاختریہ

تمام سنیوں بالخصوص رضویوں کو اختر رضا اور دیگر مفتیوں پر توبہ اور رجوع کے لئے دباؤ ڈالنا چاہیئے دیکھنا ہے کہ امام احمد رضا کی حفاظت وصیانت کے لئے رضا اکیڈمی بمبئی اختر رضا کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے؟

قال اقول

کلمہ تصغیر سے متعلق مفتی بدر الدین، مفتی شریف الحق اور مفتی شفیق احمد کے خیالات کو "قال" لکھکر اور اپنے معروضات کو "اقول" لکھکر نذر ناظرین کر رہا ہوں۔

قال:- "رہا تصغیر کا لفظ تو وہ اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ شیئ کو حقیر و بے قدر بتائے"

"کبھی محبت، پیار اور اظہار کے لئے بھی آتا ہے" (مقالہ نور از ص ۱ مفتی بدر الدین)

"کسی اسم کو صیغۂ مخصوص سے بدل کر مسمی کی تحقیر کے لئے بولنا تصغیر ہے۔ تصغیر کی اصل وضع تحقیر کے لئے ہے۔ لیکن کبھی کبھی عرف میں اظہار محبت و شفقت کے لئے بھی آتا ہے"

"اور اسی طرح کبھی کبھی تعظیم کے لئے بھی آتی ہے۔"

"نعت شریف میں کملیا، چدریا، نگریا، دوریا، اٹریا وغیرہ کا استعمال یقیناً حرام و گناہ ہے۔"

(ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۱ء زیر عنوان شرعی مسائل ص ۵ مفتی شریف الحق)

"اور رہا تصغیر کا لفظ تو وہ اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ شیئ کو حقیر و بے قدر بتائے۔"

"کبھی محبت، پیار کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے۔"

"کلمہ تصغیر اصل میں تحقیر و استخفاف کے لئے وضع ہوا ہے۔"
(از اشتہار مرتب مفتی شفیق احمد شریفی)

اقول:- مفتیان ثلاثہ مذکورہ کو اعتراف ہے کہ تصغیر تعظیم و محبت کے لئے بھی ہے۔ مگر ان کا اصرار یہ ہے کہ تصغیر کی وضع شیئی کو حقیر و بے قدر بتانے کیلئے ہے۔ مسمّٰی کی تحقیر کے لئے ہے۔ حالانکہ یہ صحیح تعریف نہیں۔ فصول اکبری میں ہے۔
"تصغیر ای تغییر لفظ تا دلالت کند بر حقارت یا قلت مدلولش"
(فصول اکبری ص ۹۱)

تصغیر یعنی ہیئت اسم کو معروف طریقہ کے مطابق بدلنا تاکہ اس کے مدلول و معنی کے حقیر یا قلیل ہونے پر دلالت کرے۔ یعنی کلمہ تصغیر اصل میں صرف تحقیر کے لئے نہیں بلکہ قلت کے لئے بھی اس کی وضع اصلی ہے۔ اور مفتیان ثلاثہ "اتری گلے سے گلا" ملائے رکھنے کے لئے "دلالت کند بر حقارت یا قلت مدلولش" سے لفظ قلت کو ہضم کر گئے تاکہ کملی کو چھوٹا کمبل تحقیراً باور کرا کے حرام قرار دے دیں۔ اور قارئین کے ذہن کو طول و عرض اور ظاہری لمبائی چوڑائی کی بنیاد پر ایک چھوٹے سے کمبل کو کملی نہ سمجھنے دیا جائے —— ظاہر ہے کمبل طول و عرض میں کملی سے بڑا ہوتا ہے اور کملی بھی طول و عرض میں تولیہ سے بڑی ہوتی ہے اور تولیہ بھی طول و عرض میں رومال سے بڑا ہوتا ہے —— تو کیا رومال چھوٹا تولیہ ہونے کی وجہ سے تولیہ کی تصغیر ہے؟ کیا تولیہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے کملی کی تصغیر ہے؟ پھر ظاہری طول و عرض میں کمبل سے چھوٹی ہونے کی بنیاد پر کملی تصغیر کیسے ہوگی۔

مذکورہ مفتیان کرام کی معلومات میں اضافہ کے لئے عرض کرتا ہوں کہ کلمہ تصغیر میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ محل تحقیر ہی نہ معلوم ہو۔ جیسے اسم "رجیل" میں

معلوم نہیں ہوتا کہ رجل سے کون سی چیز محقر ہوئی ہے۔ اور کبھی معلوم رہتا ہے جیسے "عویلم" سے ظاہر ہے کہ تحقیر علم سے متعلق ہے۔

(ملاحظہ ہو فصول اکبری کا حاشیہ ص۹۱)

محل تحقیر مجہول باشد چنانکہ در اسم نحو رجیل معلوم نمی شود کہ چہ چیز از رجل محقر شد یا معلوم چنانکہ در صفت نحو عویلم چہ ظاہر است کہ متعلق بہ تحقیر علم است۔"

تصغیر کی وضع صرف تحقیر کیلئے ہے۔ یہ بالکل غلط، بے بنیاد اور مذکورہ مفتیوں کی فاش غلطی ہے — اور کلمہ تصغیر صرف تحقیر و محبت اور تعظیم کے لئے آتا ہے۔ یہ نامکمل اور ناقص بیان ہے۔ اصل میں تصغیر متعدد معانی کے لئے مستعمل ہے۔

ویاتی لمعان التحقیر والتقلیل نحو دریہم وتقریب مایتوھم انہ بعید نحو قبیل العصر وتعظیم مایتوھم انہ صغیر نحو دویھۃ والتحبیب والاستعطاف نحو ھذا بنیک وقد یاتی لغیر ذالک وفائدۃ التصغیر الایجاز فقولھم دریھم معناہ درھم صغیر وما اشبہ ذالک

(المصباح المنیر ص۲۰۲)

یعنی تصغیر متعدد معانی کے لئے مستعمل ہے

۱۔ تحقیر و تقلیل کے لئے جیسے دریھم

۲۔ جس چیز کو بعید خیال کیا جائے اس کا قرب بتانا مثال قبیل العصر

۳۔ جس چیز کو چھوٹا سمجھا جائے اسکی بڑائی ظاہر کرنا جیسے دویھۃ

۴۔ محبت وشفقت مثال ھذا ابینک میں بنی
۵۔ اس میں بھی شک نہیں کہ تصغیر کبھی ان معانی کے علاوہ دوسرے معنی ومقصود کے لئے بھی مستعمل ہوتی ہے۔
۶۔ تصغیر کا فائدہ اختصار ہے۔ اہل زبان کے قول دریہم کا معنی درہم صغیر ہے۔ یونہی قبیل کا معنی قبل قریب۔ دویہیۃ کا معنی داھیۃ عظیمۃ اور بنی کا معنی ابن حبیب ہے۔

تصغیر کا استعمال جب تحقیر کے لئے، تقلیل کے لئے، اظہار قرب کے لئے، بڑائی ظاہر کرنے کے لئے، اظہار محبت وشفقت کے لئے اور ان مذکورہ معانی کے علاوہ دوسرے معنی ومقصد کیلئے بھی ہوتا ہے (وقد یأتی لغیر ذالک) کملی کے استعمال کو کسی قاعدہ اور قرینہ کے بغیر کلمہ تصغیر کا استعمال کہنا۔ پھر حرام و گناہ لکھنا فتوی نویسی کے تقاضوں کو کہاں پورا کرتا ہے؟ ام اللغات عربی زبان میں کلمات تصغیر کے اوزان متعین ہوتے ہیں۔

ملاحظہ ہوں کتب صرف عربی۔ کلمات تصغیر کا جائزہ اب قواعد صرف کی روشنی میں لیا جائے۔ دیگر زبانوں میں اس کی بحث آگے آنے والی ہے۔

(۱) اگر اسم ثلاثی، رباعی یا جمع قلت ہو تو اس کے الفاظ کے مطابق ہی "یائے تصغیر" بڑھا کر مصغر بنائیں گے مثلاً

ثوب سے ثویب
درہم سے دریہم
افلس سے افیلس
احمال سے احیمال

مذکورہ مثالوں سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ ثوب مذکر ہے تو اسکی

تصغیر ثویب بھی مذکر ہے وغیرہ
یعنی جو اسم مذکر ہوگا اس کی تصغیر بھی مذکر ہوگی
مگر کملی کو پتہ نہیں کیوں یہ علمائے ثلاثہ کمبل کی تصغیر قرار دیتے ہیں.
کیونکہ کمبل مذکر ہے اور کملی مونث — اور مذکر اسم کی تصغیر مونث ہو
یہ صرفی قاعدہ کے خلاف ہے۔

(۲) اسم غیر صفت ثلاثی مؤنث کی "تائے مقدرہ" تصغیر میں لائی جائے گی۔ مثلاً

قدر سے قدیرۃ
عین سے عیینۃ
ارض سے اریضۃ

مذکورہ مثالوں سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ قدر مونث ہے تو اس کی تصغیر قدیرۃ بھی مونث ہے
عین مونث ہے تو اسکی تصغیر عیینۃ بھی مونث ہے
ارض مونث ہے تو اسکی تصغیر اریضۃ بھی مونث ہے.
یعنی جو اسم مونث ہوگا اس کی تصغیر بھی مونث ہوگی اسی لئے کملی کو کمبل کی تصغیر قرار دینا غلط ہے کمبل مذکر اور کملی مونث — مکبر اور مصغر میں دونوں یا تو مذکر ہوں یا دونوں ہی مونث۔ جو کمبل اور کملی میں نہیں ہے لہٰذا کمبل کی تصغیر کملی کو قرار دینا چاہے صاحب فیروز اللغات کا سہو ہو یا کتابت کی غلطی یا انکی غلط فہمی اور چاہے اختر رضا خاں کی ضد پوری کرنے کی مفتیان ثلاثہ کی کوشش.
بہر حال جو غلط ہے وہ غلط ہے۔

(۳) ثوب کی تصغیر ثویب. درہم کی تصغیر دریہم — ارض کی تصغیر

تصغیر ثویب بھی مذکر ہے وغیرہ
یعنی جو اسم مذکر ہوگا اس کی تصغیر بھی مذکر ہوگی
مگر کسی کو پتہ نہیں کیوں یہ علمائے ثلاثہ کمبل کی تصغیر قرار دیتے ہیں۔
کیونکہ کمبل مذکر ہے اور کملی مونث ـــــ اور مذکر اسم کی تصغیر مونث ہو
یہ عرفی قاعدہ کے خلاف ہے۔
(۲) اسم غیر صفت ثلاثی مؤنث کی "تائے مقدرہ" تصغیر میں لائی جائے
گی۔ مثلاً

قدر سے قدیرۃ
عین سے عیینۃ
ارض سے اریضۃ

مذکورہ مثالوں سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ قدر مونث ہے تو اس کی
تصغیر قدیرۃ بھی مونث ہے

عین مونث ہے تو اسکی تصغیر عیینۃ بھی مونث ہے
ارض مونث ہے تو اسکی تصغیر اریضۃ بھی مونث ہے۔
یعنی جو اسم مونث ہوگا اس کی تصغیر بھی مونث ہوگی اسی لئے کملی کو کمبل
کی تصغیر قرار دینا غلط ہے کمبل مذکر اور کملی مونث ـــــ مکبر اور مصغر میں دونوں
یا تو مذکر ہوں یا دونوں ہی مونث ۔ جو کمبل اور کملی میں نہیں ہے لہذا کمبل کی
تصغیر کملی کو قرار دینا چاہے صاحب فیروز اللغات کا سہو ہو یا کتابت کی غلطی یا انکی
غلط فہمی اور چاہے اختر رضا خاں کی ضد پوری کرنے کی مفتیان ثلاثہ کی کوشش۔
بہرحال جو غلط ہے وہ غلط ہے۔
(۳) ثوب کی تصغیر ثویب۔ درھم کی تصغیر دریھم ـــــ ارض کی تصغیر

اہمیت ۔ مذکورہ مثالوں اور کتب قواعد کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسماء جس زبان کے ہوں گے ان کی تصغیر بھی اسی زبان میں ہوگی ـــــ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ عربی لفظ کی تصغیر فارسی زبان میں ہو ـــــ اور فارسی لفظ کی تصغیر اردو یا ہندی میں ہو ـــــ اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اردو لفظ کی تصغیر اودھی یا بھوجپوری میں ہو۔ زبان بدل جانے سے تصغیر کا گمان ہی ختم ہو جاتا ہے صرف اس زبان کا عرف ہی معیار ہوتا ہے۔

کمبل ہندی اور اردو میں اور کملی فارسی اور اودھی زبان میں اور کملیا بھوجپوری میں ہے پھر کوئی کسی کی تصغیر کیسے ہو سکتا ہے۔ ان پر کلمہ تصغیر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ البتہ عرف دیکھا جائے گا کہ ہندی، اردو میں کمبل، اودھی میں کملی اور بھوجپوری میں کملیا کا مقامی اور علاقائی عرف کیا ہے اگر محمود ہے تو بلاخطر استعمال کیا جائے گا۔ اگر مذموم ہے تو پوری طاقت سے روکا جائے گا۔

(۷) اس سلسلہ کی آخری بات یہ ہے کہ کمبل کی تصغیر کملی کو قرار دینا یقیناً ایک غلط بات ہے مگر اس سے زیادہ بھیانک بات یہ ہے کہ مفتی بدرالدین احمد قادری نے تصغیر کی بھی اچھلتی ہوئی تصغیر بنا ڈالی۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ تصغیر کی تصغیر نہیں ہوتی۔ پھر بھی وہ حیرت انگیز طور پر لکھتے ہیں

"کمل کی تصغیر کملی، اور کملی کی تصغیر کملیا ہے۔ ان دونوں میں کملیا اچھلتی ہوئی تصغیر ہے۔ (مقالہ نورانی ص۳۴)

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ کمبل کی تصغیر کملی کو قرار دینا غلط، قواعد سے انحراف اور اکابر دین وملت سے علیحدگی اور نادانی ہے۔

"اور کملی کو تصغیر بتا کر، اس کی تصغیر کملیا بنانا اچھلتی ہوئی نادانی ہے۔"

قال:- "کسی شیئ کو جسامت والا یعنی بڑا بتانے کے لئے کلمۂ تصغیر آتا ہے مثلاً ناک کی تصغیر ناکڑا۔" (مقالہ نورانی ص۹)

"تصغیر کبھی تعظیم کے لئے آتی ہے اس کی مثال ہماری زبان میں ناکڑا ہے۔ ناک کی تصغیر یہ صرف بڑی ناک کو کہا جاتا ہے۔"
(ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۲ء ص۷ مفتی شریف الحق)

"کبھی کبھی تو کلمۂ تصغیر شیئ کی جسامت یعنی بڑا بتانے کے لئے بھی آتا ہے مثلاً ناک کی تصغیر ناکڑا جو بھاری بھرکم ناک کیلئے بولا جاتا ہے۔ (اشتہار مرتب مفتی شفیق احمد)

اقول:- ناکڑا کو کلمۂ تصغیر برائے تعظیم لکھدیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک طبی اصطلاح ہے جس کی وضع ایک خاص بیماری بتانے کے لئے ہوئی ملاحظہ ہو لغوی شہادتیں۔

① ناکڑا:- BOIL IN THE NOSE _ THE DISEASE CALLED POLYPUS
یعنی ناکڑا بمعنی سوجی ہوئی ناک ـــ ایک بیماری جو ناک میں سوجن سے پیدا ہوتی ہے۔ اس بیماری کو پالی پس کہتے ہیں۔
(بھارگواز ہندی انگلش ڈکشنری ص۵۸۴)

② ناکڑا:- ایک روگ (بیماری) جس میں ناک پک جاتی ہے۔
(سنچھپت ہندی شبد ساگر ص۵۳۶)

③ ناکڑا:- A BOIL IN THE NOSE _ POLYPUS
یعنی پکی ہوئی ناک۔ پالی پس (ناک کی ایک بیماری)
(کمالس آکسفورڈ ڈکشنری ص۳۸۹)

اب جبکہ واضح ہو گیا ہے کہ ناکڑا سے مراد وہ پکی اور سوجی ہوئی ناک ہے

جو پالی پس (POLYPUS) جیسی بیماری ہے تو اس طرح کی پالی پس زدہ ناک کو تعظیم والی ناک بتانا حیرت انگیز ہے۔

بے شک تصغیر کبھی کبھی تعظیم کے لئے ہے۔ دویہتہ اور قریش وغیرھما اس کی صحیح مثالیں ہیں۔ حاشیہ فصول اکبری میں ہے۔

"برائے تعظیم چوں دویہتہ ای داھیۃ عظیمۃ گویند آں فی نفسہ عظیم است لیکن مردم آں را حقیر بہ بینند"

(حاشیہ فصول اکبری ص ۹۱)

"برائے تعظیم چوں قریش" ملاحظہ ہو۔

"قریش دراصل تصغیر قرش ست و قرش بالفتح جانور عظیم الجثہ است در دریا کہ بر تمامی جانواران بحری غالب باشد و بقول غلبہ لقب قبیلۂ مذکور مقرر شدہ۔" (غیاث اللغات ص ۳۸۸)

"قریش تصغیر قرش و آں جانورے ست دریائی کہ جمیع جانوراں ازاں می ترسند و شتر سوار و نام قبیلہ ایست معروف۔"

(منتخب اللغات)

"نیہ ذکر قریش ھی دابۃ تسکن البحر تاکل دوابہ بھا سمیت قریش وقیل لا جتماعھا بمکۃ بعد تفرقھا فی البلاد یتقرش المال یجمعہ۔"

(مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۳۳)

"اور قریش میں یائے تصغیر لفظی علامت ہے یہ (قرش) کی تصغیر ہے اور (قرش) ایک دریائی جانور کو کہتے ہیں جو تمام دریائی جانوروں پر غالب رہتا ہے۔ اسی مناسبت سے عرب کا

ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ موسوم ہوا۔ کہ وہ بھی تمام قبائل پر غالب تھا۔ نظر برآں یہ تصغیر برائے تعظیم ہے۔"

(البشیر شرح نحو میر صہ ۲۳ از امام النحو علامہ میرٹھی)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" قریش سے ہیں خلیفۂ راشد کے لئے قریش لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ (الخلیفۃ من قریش) اور صحیحین میں بھی ہے

الخلفاء فی امتی اثنا عشر کلھم من قریش

تو کیا سرکار کی ذات بابرکات اور خلفائے راشدین کے لئے لفظ قریش کا استعمال حرام ہے۔ اس بنا پر کہ لفظ قریش، کلمہ تصغیر ہے؟ — یا اس بنیاد پر مذکورہ کلمہ تصغیر جائز ہے کہ وہ برائے تعظیم ہے؟ —— اس پوری گفتگو کا منشاء یہ ہے کہ مصغرات کی مثالیں صحیح صحیح دینی چاہئیں۔

ناکڑا تو پالی پس (POLYPUS) ہے ایک بیماری ہے جس میں ناک بک جاتی ہے۔ اس کو تصغیر برائے تعظیم لکھنا زبان دانی کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی ہے ان کے نزدیک زبان والفاظ سے متعلق تحقیق، اہل زبان کے مسلم اساتذہ سے کرنی چاہیئے۔ وہ خود اپنی ذات کو معیار قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ذوق مرحوم کی ذات کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت کا ارشاد گرامی:-

"**الجواب**:- صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے۔ بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہیئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صہ ۱۲۷)

لہٰذا الفاظ و معانی کی تحقیق کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کی ذات کو بطور سند پیش کرنا خود اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے خلاف اور ان کی بتائی ہوئی شاہراہ سے انحراف ہے۔

قال :- سرکار کے چہرہ انور کو مکھڑا (مقالہ نورانی ص۹ مفتی بدرالدین و اشتہار مفتی شفیق احمد)

ملاحظہ ہو نعت میں مکھڑا (ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۲ء ص۶ مفتی شریف الحق)

اقول :- مکھڑا کو چہرہ کا ہم معنی اور ایک مستقل لفظ نہ سمجھ پانے کی غلطی ہمارے بعض بزرگوں سے بھی ہوئی ہے اور چونکہ اس غلطی کا تعلق زبان و بیان اور عرف و لغت سے ہے اس لئے ان کی دینی عظمت اور شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا مثلاً ایک سوال کے جواب میں لفظ مکھڑا کو تصغیر لکھ دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"مسئلہ ع۷ " مجھے اپنا مکھڑا دکھا شاہ جیلاں" میں لفظ مکھڑا کا استعمال ٹھیک ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب :- یہ لفظ تصغیر کا ہے۔ اکابر کی مدح میں منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم" (عرفان شریعت حصہ دوم ص۴۵-۴۶)

حالانکہ لفظ مکھڑا جب لفظ مکھ کی تصغیر نہیں تو پھر لفظ چہرہ کی تصغیر کیسے ہو سکتی ہے مکھڑا ایک مستقل لفظ ہے۔ بمعنی چہرہ مشہور و معروف ہے۔ عرف بھی یہی ہے اور شہادت لغوی بھی یہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ مکھڑا :- مکھ، چہرا (سنچھپت ہندی شبد ساگر ص۸۲۲)

۲۔ مکھڑا :- FACE (ہندی انگلش ڈکشنری ص۴۲۹)

۳۔ مکھڑا :- FACE (اسٹینڈرڈ ٹوئنٹیتھ سنچری ڈکشنری اردو انگلش ص۶۰۴)

۴۔ چاند سا مکھڑا :- LOVELYFACE (ایضاً ص۶۰۴)

۵۔ مکھڑا:۔ بمعنی ردی اطلاق آں بر روئے محبوب کنند لعربی مُحَیّا (نفائس اللغات ص۷۰۴)
یعنی مکھڑا بمعنی چہرہ ہے اس کا اطلاق چہرۂ محبوب پر ہوتا ہے اور عربی میں
محیا ہے۔
۶۔ محیا بمعنی چہرۂ انسان (غیاث اللغات ص۴۵۵)
۷۔ محیا بمعنی وجہ۔ FACE (القاموس العصری عربی انگریزی ص۱۷۷)
۸۔ FACE یعنی منھ، مکھڑا، مکھ، چہرہ، رخ، رو (ڈکشنری انگلش ہندستانی لندن ص۱۰۱)
الحاصل مکھڑا، منھ، چہرہ، مکھ، رخ، رو، محیا، وجہ، FACE سب ہم معنی
اور اپنی اپنی زبان کے مستقل الفاظ ہیں کوئی کسی کی تصغیر نہیں۔ مذکورہ الفاظ میں
کسی لفظ کو تصغیر قرار دینا چوک ہے اور یہ چوک کسی بھی زبردست عالم سے ہو
سکتی ہے۔ کیونکہ استاذ العلماء ہونا اور ہے اور استاذ اہل زبان ہونا اور ہے
خود اعلیٰ حضرت کو اعتراف ہے کہ اردو کے لئے ذوق مرحوم کی طرف رجوع کرنا
چاہیئے۔

کاش مفتی بدرالدین صاحب نے قلم اٹھانے سے پہلے اردو، ہندی،
اودھی اور بھوجپوری زبانوں اور بولیوں کے مسلم اساتذہ اور ان کی لغات
کی طرف رجوع کیا ہوتا تو مولانا اختر رضا کی خفیف الحرکاتیوں سے محفوظ رہتے۔

قال:۔ انکھڑیاں اور نگری کلمہ تصغیر ہے آنکھ کی تصغیر انکھڑیاں اور نگر کی تصغیر
نگری۔"

اقول:۔ یہ دونوں غلط۔ انکھڑیاں کو آنکھ کی تصغیر قرار دینا مشرقی بولیوں سے
ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ کوئی مرادآباد، بریلی، رامپور اور
میرٹھ کا رہنے والا اگر انکھڑیاں کو آنکھ کی تصغیر سمجھ لے تو کوئی حیرت کی بات
نہیں ہے کیونکہ روہیلکھنڈی بولی میں یہ لفظ متعارف نہیں ہے مگر مشرقی

علاقوں میں بیشتر عمر گذارنے والے اور وہیں کے رہنے والے مفتی بدرالدین اور مفتی شریف الحق نے مشہور و متعارف علاقائی لفظ کو تصغیر کیسے قرار دے دیا یہ حیرت کی بات ضرور ہے۔

"انکھڑیاں" نہ تو آنکھ کی تصغیر نہ آنکھوں کی ـــــ بلکہ لفظ انکھڑی کی جمع ہے۔ یہی حال انکھیاں کا بھی ہے۔ اس کا بھی لفظ آنکھ اور آنکھوں سے نہیں بلکہ انکھیا سے تعلق ہے انکھیا واحد اور انکھیاں جمع ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھئے۔

آنکھ واحد ـــــ اور اس کی جمع ـــــ آنکھیں
انکھیا واحد ـــــ اور اس کی جمع ـــــ انکھیاں
انکھڑی واحد ـــــ اور اس کی جمع ـــــ انکھڑیاں

ٹھیک اسی طرح جس طرح پنکھڑی واحد ہے اور اس کی جمع پنکھڑیاں۔ پنکھڑی کے معنی پھول کی پتی اور پنکھڑیاں کے معنی پھول کی پتیاں حاصل کلام انکھڑی اور پنکھڑی ـــــ دونوں واحد اور انکھڑیاں و پنکھڑیاں جمع ـــــ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے لفظ "پنکھڑیاں" خود حدائق بخشش میں استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب ہیں
سنبل و نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

واضح ہو گیا کہ آنکھ، انکھیا اور انکھڑی مختلف زبانوں اور بولیوں میں مستقل اور ہم معنی الفاظ ہیں اسی طرح ان سب کا صیغۂ جمع آنکھیں، انکھیاں اور انکھڑیاں بھی مستقل اور ہم معنی الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہوں تفصیل سے لغوی شہادتیں

۱۔ انکھیا = آنکھ

۲۔ انکھیاں = آنکھیں

۳۔ انکھڑی = آنکھ

۴۔ انکھڑیاں = آنکھیں (فیروز اللغات ص۱۲۳)

۵۔ انکھڑیاں = آنکھیں EYES (اردو انگلش ڈکشنری از بابائے اردو ص۸۰)

۶۔ انکھیاں = آنکھیں EYES (بھارگواز ہندی انگلش ڈکشنری ص۶)

۷۔ انکھڑی = SAMEAS آنکھ (بھارگواز ہندی انگریزی ڈکشنری ص۹۰)

۸۔ آنکھ = EYE (ایضا ص۸۹)

۹۔ انکھیا = آنکھ (سنچھپت ہندی شبد ساگر ص۲)

۱۰۔ انکھڑی = آنکھ (ایضا ص۲)

۱۱۔ آنکھڑی = آنکھ (ایضا ص۸)

۱۲۔ آنکھا = آنکھ (ایضا ص۸)

۱۳۔ انکھڑیاں = EYES۔ آنکھیں (اسٹینڈرڈ ٹوئنٹیتھ سنچری ڈکشنری ص۸۰)

المختصر انکھڑی، انکھیا، انکھڑی، آنکھڑی اور آنکھا سب مقامی بولیوں کے مختلف اور مستقل الفاظ ہیں۔ صیغہ واحد ہے اور سب کے معنی آنکھ

اسی طرح انکھڑیاں، انکھیاں بھی مقامی بولیوں کے مختلف اور مستقل الفاظ ہیں اور صیغہ جمع ہے۔ تفصیل درکار ہے تو ملاحظہ فرمائیں ہند شبد ساگر اور اودھی و بھوجپوری شبد ساگر وغیرہ۔

اور اب نگری

نگر کی تصغیر نگری لکھنے پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے۔ اسے تصغیر

قرار دے کر مفتی بدرالدین رضوی نے لغت سے صریح انحراف کیا ہے۔

۱۔ نگری :- ATOWN - ACITY (کماس آکسفورڈ ڈکشنری ہندی انگریزی صفحہ ۲۱۶)

۲۔ نگر :- CITY - TOWN (بھارگواز اسٹینڈرڈ السٹریٹیڈ ڈکشنری ہندی انگریزی صفحہ ۲۵۶)

۳۔ نگری ATOWN (ایضا صفحہ ۲۵۸)

۴۔ نگر :- گاؤں اور قصبے آدِ (وغیرہ) سے بڑی بستیوں (رہائشوں) کی وہ بستی جس میں انیک (مختلف) جاتیوں اور پیشوں کے لوگ بستے ہوں — شہر۔ (سنچھیت ہندی شبد ساگر صفحہ ۵۲۹)

۵۔ نگری :- نگر، شہر (ایضا صفحہ ۵۲۹)

لہذا نگر کی تصغیر نگری قرار دینے میں مفتی بدرالدین صاحب سے فاش غلطی ہوئی ہے۔ کاش وہ ذرا بھی تاریخ زبان سے واقف ہوتے۔ ادبی زبان اور علاقائی بولی کا فرق جانتے اور اس تعلق سے مطبوعہ کتابوں اور لغتوں کا مطالعہ کر لیتے۔

قال :- بچہ کی تصغیر بچُوا — بہن کی تصغیر بہنی — چادر کی تصغیر چدرا — اور آنگن کی تصغیر اگنوا (مقال نورانی صفحہ ۱۰۶ مفتی بدرالدین صاحب)

اقول :- بچہ کی تصغیر بچوا بالکل غلط ہے۔ بچہ کی تصغیر بچو ہے۔ (فیروز اللغات)

بہن کی تصغیر بہنی نہیں بلکہ بہنا ہے۔ (فیروز اللغات)

چادر کی تصغیر چدرا ہرگز نہیں بلکہ چادرا ہے جس کے معنی ہیں بڑی چادر (فیروز اللغات صفحہ ۳۰۲)

آنگن کی تصغیر اگنوا کہیں اور کسی لغت میں نہیں۔

قارئین کرام یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ مفتی صاحب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لفظ آنگن استعمال کرنے کو تیار ہیں

البتہ اَگنوا نہیں۔ مگر مسکرائیے یہ پڑھ کر کہ ایک لغت میں آنگن خود تصغیر ہے۔

انگنائی :۔ YARD ـ COURT YARD آنگن DIM

(مذکورہ اردو انگریزی ڈکشنری ص۸)

DIM اشارہ ہے DIMINUTIVE (یعنی اسم تصغیر) کی طرف۔ یعنی لفظ آنگن

مذکورہ بالا لغت میں لفظ انگنائی کی تصغیر ہے۔ پھر تصغیر کی تصغیر کیسی؟ البتہ فیروز اللغات میں آنگن کی تصغیر انگنیا ہے۔

(فیروز اللغات ص۱۲۴)

مگر اَگنوا کو تصغیر قرار دینا حد درجہ قلت تامل ہے۔

قال :۔ چادر کو چدریا۔ نگر کو نگری یا نگریا۔ دروازہ کو دوریا۔ نظر کو نظریا اور نجریا۔ کمبل کو کملی یا کملیا سرکار کی ذات کو عربی سجنوا وغیرہ بولنا، پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں کفر اور محبت کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے (مقالہ نورانی مفتی بدرالدین)

"نعت شریف میں کملیا، چدریا، نگریا، دوریا، اٹریا وغیرہ کا استعمال یقیناً حرام و گناہ ہے۔" (ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۲ء ص۸ مفتی شریف الحق)

اقول :۔ آئیے اب اس بات کا پتہ لگایا جائے کہ آخر چدریا، نگریا، ..... ڈگریا، کملیا، اَگنوا، نجریا، سجنوا اور سجنیا جیسے الفاظ کیا ہیں؟ کس زبان کے ہیں؟ قواعد کیا ہیں؟ معیار کیا ہے؟ آیا یہ مستقل الفاظ ہیں۔ باقاعدہ اسماء ہیں یا ان کی ہیئت معروف طریقہ کے مطابق بدلی گئی ہے۔ مذکورہ سوالوں کے تحقیقی جواب کے لئے آپ کو وہی راہ اختیار کرنی پڑے گی جو راہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے جلال نام کے کسی شاعر کو دکھائی تھی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے

ہیں:-

"الجواب :- صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے۔ بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہیئے۔ ذوق مرحوم اس زبان کے مسلّم اساتذہ سے تھے معترض کا تخلص جلال ہے۔ لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے۔ اردو میں جلال غصہ کو کہتے ہیں۔ جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے۔ بلکہ غصہ بھی عربی میں گلے کا اچھو ہے نہ کہ خشم۔ اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۲۷)

اعلیٰ حضرت کی مذکورہ ہدایت کی روشنی میں سجنوا اور سجنیا جیسے الفاظ کے بارے میں بابائے اردو مولوی عبدالحق کی تحقیق ملاحظہ ہو۔ جو اردو زبان کے مسلّم اساتذہ میں سے ہیں۔

(۱) N. M. LOVER - BELOVED (سجنوا۔ DIAL) ساجن۔ سجن
SWEET HEART - FRIEND

(۲) N.F. BELOVED SWEET HEART MISTREES
(سجنیا۔ DIAL) سجنی

(ماخوذ از دی اسٹینڈرڈ اردو انگلش ڈکشنری ص ۳۷۱)

یعنی سجن اور ساجن (جسے مقامی بولی میں سجنوا کہتے ہیں کا معنی محبوب پسندیدہ، محب اور دوست ہے۔ بابائے اردو نے لفظ سجن اور سجنی کا (DIALECT) سجنوا اور سجنیا کو قرار دیا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ DIALECT کسے کہتے ہیں۔

بابائے اردو فرماتے ہیں۔

(۳) DIALECT :- زبان (مخصوص طبقے یا مقام کی) بولی
(دی اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری ص۲۹۳)

(۴) اور اسم تصغیر کے لئے انگریزی میں DIMINUTIVE ہے جسے لغتوں میں علامت کے طور پر DIM لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً ص۲۹۹)

اب یہ حقیقت ظاہر ہوگئی کہ سجنوا اور سجنیا جیسے الفاظ DIALECT (یعنی مقامی بولی کے الفاظ) ہیں DIMINUTIVE (یعنی اسم تصغیر) نہیں ہیں۔ جس پر بابائے اردو مولوی عبدالحق کی بھاری بھرکم گواہی پیش کی جاچکی۔

یہی حال مفتیوں کی پیش کردہ فہرست کا بھی ہے۔

سجن اور سجنی کی طرح کملی، چادر، نگر، دوار جیسے الفاظ ادبی زبان کے مستقل الفاظ ہیں اور سجنوا، سجنیا، کملیا، چدریا، نگریا، دوریا جیسے الفاظ اس کا DIALECT ہیں یعنی مخصوص طبقے یا مقامی بولی کے الفاظ ہیں وہ ..... DIMINUTIVE یعنی اسم تصغیر نہیں ہیں۔ اور DIALECT کو DIMINUTIVE قرار دینا غایت جہل ہے۔

اپنے دعوی کو مزید مدلل کرنے کے لئے " اودھی بھاشا اور ساہتیہ کا آلوچنا تمک اتہاس" سے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں:

" اودھی کے درمیان عہد سے ہی اس کی کارآمد دو دھارائیں واضح طور پر ملنے لگتی ہیں۔ جائسی، منجھن، قطبن وغیرہ صوفی شعراء کے کلام میں ٹھیٹ پوربی اودھی کی علامتیں ملتی ہیں۔ جبکہ تلسی جیسے شاعروں کی " مانس" وغیرہ کتابوں میں پچھمی اودھی دکھائی پڑتی ہے۔" (ص۵)

اب ایک اہم بات ملاحظہ ہو جس کا تعلق پوربی اودھی سے ہے۔
"پوربی اودھی میں اسمار کے ساتھ "یا" اور "وا" جوڑ کر اودھی کرن کرلیا جاتا ہے جو مغربی اودھی میں نہیں ہوتا۔

مثلاً مغربی اودھی میں ہار ——— پوربی اودھی میں ہروا
مغربی اودھی میں کنگری ——— پوربی اودھی میں کنگریا
مغربی اودھی میں بارن ——— پوربی اودھی میں برنیا
مغربی اودھی میں اجیاری ——— پوربی اودھی میں اجیریا
(ایضاً ص۵)

ہندی الفاظ کا اودھی کرن ملاحظہ ہو
"ہندی میں بیٹا، لوٹا ——— پوربی اودھی میں بٹوا، لٹوا (ایضاً ص۱۳)

ایک اور مثال
"آئی دے بھگنوا بہر مودے انگنوا" (ایضاً ص۳۴)

اودھی میں اسم کے تین صیغے ہوتے ہیں۔ جدید، قدیم اور قدیم ترین

جدید کی مثال	قدیم کی مثال	قدیم ترین کی مثال
گھوڑ	گھوڑوا	گھوڑونا
ناری	نریا	نرلوا
سرکیا	سرکوا	سرکونا
ٹھگ	ٹھگوا	ٹھگونا

زیادہ تر اسمار کے جدید اور قدیم صیغے ہی ملتے ہیں۔ اودھی علاقے فیض آباد، سلطانپور، پرتاپگڈھ ضلعوں میں ہی قدیم ترین یا دوسرے صیغے علی العموم دکھائی پڑتے ہیں۔

ہندی کی طرح اودھی اسمار بھی مذکر و مونث ہوتے ہیں :-
مذکر کی مثالیں - سسریکا ، بڑھوا ، بچھوا ، ناؤ
مونث کی مثالیں - ناری ، سسرکن ، نائنی (ایضاً ص۴۵)

چھوٹ سسریکا ——— چھوٹ بٹیا
پاتر بٹوا ——— پاتر بٹیا
بوڑھ بندر ——— بوڑھ بندریا
نک نٹوا ——— نک نٹونیا (ایضاً ص۶۴)

اب مذکر و مونث کے تین صیغے ملاحظہ ہوں -

بڑے ———	بڑکا	بڑکوّا	بڑکوا
	بڑکی	بڑکیّ	بڑکیّ
چھوٹ سے ———	چھٹکا	چھوٹکوّا	چھٹکوا
	چھٹکی	چھوٹکی	چھٹکیّ (ایضاً ص۶۴)

مذکورہ بالا مختصر سی بحث نے اودھی زبان کا رنگ و روپ ، مغربی اور مشرقی اودھی کا فرق اور وضع لفظی کے قواعد و ضوابط کو واضح کر دیا۔ آسان تفہیم کے لئے یوں سمجھئے کہ غیر عربی الفاظ کو عربی میں اپنانے کے لئے اور اس کا عربی کرن (یعنی معرب) کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ ڈاکٹر ——— انگریزی لفظ ہے جسکا عربی کرن کرکے "الدکتور" بنا لیا ——— "دکتور" ——— ڈاکٹر کی تصغیر نہیں۔ بلکہ مرادف ہے یعنی جو معنی انگریزی میں لفظ ڈاکٹر کے ہیں وہی معنی عربی میں دکتور کے ہوں گے۔ اسی طرح غیر فارسی الفاظ کا فارسی کرن کرکے اسے مفرس بنا لیتے ہیں :-

ٹھیک اسی طرح کسی بھی غیر اودھی لفظ کے آخر میں وا اور یا میں سی کسی ایک کو لگا کے قاعدہ مذکورہ کے مطابق اودھی کرن کر لیتے ہیں۔ مثلا

سجن سے سجنوا

سجنی سے سجنیا

کملی سے کملیا (اسے نعت میں ہم شبیہ غوث اعظم سرکار سید علی حسین اشرفی جیلانی نے استعمال کیا ہے)

صورت سے صورتیا (اسے منقبت میں حضور مفتی اعظم ہند نے استعمال فرمایا ہے)

پھاگن سے پھگنوا

اور ہندی الفاظ سجن، سجنی اور پھاگن کے جو معنی ہندی زبان میں ہوں گے وہی سجنوا، سجنیا اور پھگنوا کے معنی پوربی اودھی میں ہوں گے اور اردو الفاظ صورت اور کملی کے جو معنی اردو زبان میں ہوں گے وہی صورتیا اور کملیا کے معنی پوربی اودھی میں ہوں گے اور یہ مقامی زبان اور بولی کے تحت DIALECT کہلائیں گے DIMINUTIVE نہیں۔

مذکورہ الفاظ کو بابائے اردو مولوی عبدالحق نے DIALECT (یعنی مخصوص طبقے کی بولی) ہی قرار دیا ہے اور یہ سب اپنی علاقائی بولیوں کے مستقل الفاظ ہونے کی وجہ سے ہی بے غبار ہیں۔ اور اودھی گرن ضابطے کے تحت ہیں۔

ماہر لسانیات ڈاکٹر مسعود حسین خاں "مقدمہ تاریخ زبان اردو صفحہ ۳۳، ۳۴" پر تحریر فرماتے ہیں۔

"پنجاب سے لیکر بنگال تک ادبی حیثیت سے صرف ایک زبان استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اس زبان کی بنیاد اس بولی پر ہے جو دلی اور میرٹھ کے اطراف میں بولی جاتی ہے۔ یعنی کھڑی بولی۔ اس کے ساتھ ساتھ برج بھاشا، اودھی، بندیلی بگھیلی، پنجابی اور بہاری بولیاں آج بھی اپنے اپنے علاقوں

کی زندہ زبانیں ہیں۔ لیکن چونکہ ان میں کسی کو بھی ادبی مرتبہ حاصل نہیں اس لیے آج سے ہزار۲ دو سو سال بعد کے محقق کو ان زبانوں کے علاقوں میں بھی صرف ادبی زبان (اردو یا ہندی) کے نمونے مل سکیں گے"

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے نزدیک سجن کی تصغیر سجنوا اور سجنی کی تصغیر سجنیا نہیں ہے بلکہ سجن ایک ادبی زبان ہندی کا لفظ ہے اور سجنوا ایک دوسری مقامی زبان کا لفظ ہے۔ ٹھیک اسی طرح ماہر لسانیات ڈاکٹر مسعود حسین خاں نے بھی لفظ بیٹی کو ہندی —— بٹیا کو بندیلی —— اور بیٹیا کو پوربی بندیلی قرار دیا ہے۔ اسی طرح لفظ گھوڑے کو ہندی —— گھروا کو بندیلی —— اور گھوروا کو مشرقی زبان تسلیم کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

"بندیلی میں تلفظ کی بعض اپنی خصوصیات ہیں۔ اس میں حروف (اے) اور (اُو) چھوٹے ہوکر (اِ) اور (او) بن جاتے ہیں مثلاً بیٹی سے بٹیا (بیٹیا نہیں) اور گھوڑے سے گھڑوا (گھوڑوا نہیں) جو کہ مشرقی زبانوں کی نمایاں خصوصیت ہے۔"

ڈاکٹر صاحب موصوف کا خیال ہے کہ قنوجی بولی، مشرق اور شمال مشرق میں پوربی ہندی اودھی بولی سے گھری ہوئی ہے (ایضاً ص ٦٢) پھر مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جیسے ہندوستانی گھر —— قنوجی گھر اور گھروا" (ایضاً ص ٦٢)

الحاصل! ہندی لفظ گھر —— قنوجی میں بھی گھر ہی ہے مگر پوربی اودھی کے اثر سے گھروا بھی مستعمل ہے گھروا کی طرح ہی اگنوا، مکنوا، اٹریا، صورتیا اور کملیا وغیرہ بھی ہے۔ انہیں تصغیر قرار دینا زبان اردو کی تاریخ، ارتقاء اور مقامی

ویوں کی حقیقتوں سے ناواقفیت ہے۔

مفتی بدرالدین قادری رضوی نے اپنی مطبوعہ کتاب مقالہ نورانی میں حسب ذیل الفاظ کو کلمات تصغیر قرار دیا ہے: مختصراً عرض ہے:

"چدریا، ڈگریا، نگریا، اگنوا، دوریا، نظریا، نجریا، بجھریا، کملیا
سنوریا، سجنوا (ص۱۶)
نیا، جیرا، انگریا (ص۱۷)
جویا، بسیا، کھویا، بخشویا (ص۱۸)
گوسیاں، بیاں، خبریا (ص۱۹)
اووریا، اجریا (ص۲۰)
کمریا، درشنوا (ص۲۱)

مفتی شریف الحق کے نزدیک کلمات تصغیر کی مختصر فہرست جو ہے وہ نذر ناظرین ہے۔

"نعت شریف میں کملیا، چدریا، نگریا، دوریا، اٹریا وغیرہ کا استعمال یقیناً حرام و گناہ ہے (ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۳ء ص۸ مفتی شریف الحق)

ناظرین کرام! مذکورہ مفتیوں نے طویل ترین فہرست بنائی ہے کلمات تصغیر کی۔ اور فہرست کی روشنی میں — سیاں، چھتیاں، صورتیا، بتیاں، بیاں، بلما، بیاں، اٹریا، بلیاں، گسیاں، نیا کلمات تصغیر ہیں۔

المختصر گوسیاں، سیاں، بیاں تو کلمات تصغیر ہیں ہی۔ ساتھ ہی ساتھ دوریا، نظریا کی طرح ہی صورتیا بھی کلمہ تصغیر ہے۔ اور اس کا استعمال بطور تحقیر سادات کرام اور علمائے دین کے لئے کفر ہے۔

اب آئیے بارگاہ مفتی اعظم ہند میں

اور آنکھ پھاڑ پھاڑ کے دیکھئے ان کا مجموعہ کلام ـــــ "سامان بخشش" صفحہ ۷۷" درمنقبت حضور پر نور سیدنا علاء الملت والدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالی عنہ ـــــ جس میں مفتی اعظم ہند نے بلا جھجک ـــــ رتیاں سیاں، چھتیاں، صورتیا، بتیاں، پیاں، بلما، بیاں، اٹریاں، بلیاں، گستیاں اور سیاں جیسے کلمات تصغیر کا استعمال کیا ہے۔

ملاحظہ ہو مفتی اعظم ہند کا کلمات مصغرات پر مشتمل "کلام بلاغت نظام"

"کیسے کاٹوں رتیاں صابر — تارے گنت ہوں سیاں صابر
مورے کرجوا ہوک اٹھت ہے — موکو لگالے چھتیاں صابر
توری صورتیا پیاری پیاری — اچھی اچھی بتیاں صابر
چھری کو اپنے چرنوں لگالے — میں پیروں تورے پیاں صابر
ڈولے نیا موری بھنور میں — بلما پکڑے بیاں صابر
چھتیاں لاگن کیسے کہوں میں — تم ہو اونچے اٹریاں صابر
تورے دوارے سیس نواؤں — تیری لے لوں بلیاں صابر
سپنے ہی میں درشن دکھلادو — موکو، میرے گستیاں صابر

تن من دھن تو یہ وارے
نوری مورے سیاں صابر

اب آئیے بارگاہ مفتی اعظم ہند میں

اور آنکھ پھاڑ پھاڑ کے دیکھئے ان کا مجموعہ کلام ـــــ "سامان بخشش" صفحہ ۷۱ "در منقبت حضور پر نور سیدنا علاء الملت والدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالی عنہ ـــــ جس میں مفتی اعظم ہند نے بلا جھجک ـــــ رتیاں سیّاں، چھتیاں، صورتیا، بتیاں، پیّاں، بلما، بیاں، اٹریاں، بلیّاں، گستیاں اور سیّاں جیسے کلمات تصغیر کا استعمال کیا ہے۔

ملاحظہ ہو مفتی اعظم ہند کا کلمات مصغرات پر مشتمل "کلام بلاغت نظام"

"کیسے کاٹوں رتیاں صابر — تارے گنت ہوں سیّاں صابر
مورے کر جوا ہوک اٹھت ہے — مو کو لگالے چھتیاں صابر
توری صورتیا پیاری پیاری — اچھی اچھی بتیاں صابر
چیری کو اپنے چرنوں لگالے — میں پیروں تورے پیّاں صابر
ڈولے نیّا موری بھنور میں — بلما پکڑے بیّاں صابر
چھتیاں لاگن کیسے کہوں میں — تم ہو اونچے اٹریاں صابر
تورے دوارے سیس نواؤں — تیری لے لوں بلیّاں صابر
سپنے ہی میں درشن دکھلادو — مو کو، میرے گستیاں صابر

تن من دھن تو پہ وارے
نوری مورے سیّاں صابر

حضور پر نور مخدوم الملتہ والدین علی احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیاں
ان کی صورت پاک کو صورتیا
ان کے قدم ناز کو پیاں
ان کی ذات مقدس کو بلما
ان کے مقدس ہاتھوں کو بیاں
ان کی رفعت و بلندی کو اٹریاں
ان کی ذات بابرکات کے لئے بلیاں
اور اس مقدس ترین ہستی کو گسیاں اور سیاں
حضور مفتی اعظم ہند لکھ رہے ہیں۔

افسوس مفتی اعظم ہند ہم میں نہیں ہیں ورنہ وہ مفتی بدرالدین اور مفتی شریف الحق کی خبر ضرور لیتے۔ مگر ایک طرح سے اچھا ہی ہے کہ وہ نہیں ہیں۔ ورنہ اختر رضا ان سے بھی توبہ کرواتے ـــــ کیونکہ اختر رضا ایک "بے چین کیفیت" کا نام ہے۔ جب وہ اپنے والد مولانا جیلانی میاں کے لئے ایسے کلمات کہہ سکتے ہیں جس پر ان کے بڑے بھائی مولانا رحمانی میاں کفر کا فتویٰ لگائیں۔ ازہری صاحب سے توبہ کا مطالبہ کریں۔ تو پھر ایسے ازہری سے یہ توقع ہی عبث ہے کہ مفتی اعظم ہند کا خیال رکھیں گے یہ اور بات ہے کہ اقتصادی ضروریات پا بہ زنجیر ہو جائیں۔

یہ ازہری صاحب کی بے چین طبیعت کا ہی کرشمہ ہے کہ بلا تحقیق لفظ کملی کو تصغیر فرما دیا۔ پھر کیا تھا مفتی بدرالدین اور مفتی شریف الحق مصغرات کی ایک لمبی فہرست لے کر میدان میں آ گئے۔ اور چھاپ دیا "عطیہ ربانی در مقالہ نورانی" ـــــ اور "شرعی مسائل" ـــــ جس کی رو سے گوسیاں، سیاں، صورتیا، اٹریا

پیاں اور بیاں جیسے سارے الفاظ کلمات تصغیر ہیں اور حضرات انبیاء، اولیاء علماء اور سادات کے لئے ان کا استعمال تحقیراً کفر ہے۔ اور محبتہً سخت ممنوع و حرام

اور مفتی اعظم ہند نے گوسیاں، سیاں، صورتیا، اٹریا، پیاں اور بیاں جیسے کلمات تصغیر کا امام الاولیاء، علاء الملتہ والدین سرکار صابر پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھل کر استعمال کیا ہے۔

لہذا مولانا اختر رضا خاں ازہری، مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی، مفتی شریف الحق امجدی اور مفتی شفیق احمد شریفی جیسے تمام مفتیوں، مولویوں اور رضویوں کو چاہیئے کہ وہ مفتی اعظم ہند کی مشہور حیثیت و شخصیت کی پروا کئے بغیر شریعت کا ہی خیال رکھیں اور حکم شرع نافذ کرتے وقت کسی کا رنگ و روپ نہ دیکھیں۔ اس کے مریدوں کی تعداد، اس کی علمی حیثیت اور اس کی دولت و شہرت کی بھی پروا نہ کریں۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول جل و علا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا جوئی کے لئے حکم شرع نافذ کریں۔ اور رضائے مولیٰ کے حصول کے لئے صاف الفاظ میں فرمائیں کہ

> "مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی نے اپنے کلام میں سرکار مخدوم صابر پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے گوسیاں سیاں، صورتیا، اٹریاں، پیاں اور بیاں جیسے کلمات تصغیر استعمال کئے ہیں۔
>
> لہذا اگر مفتی اعظم ہند نے مذکورہ کلمات تصغیر سرکار صابر پاک کے لئے بطور تحقیر استعمال کئے ہیں تو مولانا مصطفےٰ رضا خاں کافر ہیں۔ اور اگر بطور محبت استعمال کئے ہیں

تو مولانا مصطفےٰ رضا خاں سخت ممنوع وحرام کے مرتکب ہوئے۔"

اب دیکھنا ہے کہ ازہری صاحب کے بازار میں جیت کس کی ہوتی ہے؟ طبیعت کی یا شریعت کی؟ —— رہی بات "اشرفی دربار" کی تو یہاں مفتی اعظم ہند قدس سرہ اپنے کلام بلاغت نظام میں مذکورہ کلمات کے استعمال کی بنیاد پر کسی ممنوع وحرام کے مرتکب نہیں۔ کیونکہ مفتی اعظم ہند کے استعمال کردہ مذکورہ سارے الفاظ اودھی زبان کے قاعدہ کے مطابق مستقل الفاظ ہیں۔ ان کا عرف نہایت شاندار اور جاندار ہے اور یہ سارے الفاظ کلمات تصغیر یعنی DIMINUTIVE نہیں بلکہ مقامی بولی کے الفاظ یعنی DIALECT ہیں۔ اس کی مکمل بحث اس کتاب میں گذر چکی ہے۔

البتہ اختر رضا خاں سے توبہ کرائی جائے۔ ان پر پابندی لگائی جائے تاکہ آئندہ وہ اکابر اہلسنت پر کلمات تصغیر کے غلط استعمال کا بے ہودہ الزام نہ لگا سکیں۔

اگر مفتی بدرالدین قادری نے تامل سے کام لیا ہوتا۔ اپنے تجسس وتفحص کو بروئے کار لائے ہوتے۔ بیکل بلرامپوری، اجمل سلطانپوری، شمس الہ آبادی، راہی بستوی، مولانا عبدالوحید قادری اور روشن بستوی کے ساتھ ساتھ

امام احمد رضا فاضل بریلوی

علامہ نقی علی خاں محقق بریلوی

صدرالافاضل

صدرالشریعہ

محدث اعظم ہند

مفتی اعظم ہند
صدر العلما ر علامہ میرٹھی
استاذ العلما ر علامہ اعظمی

اور دیگر اکابر اہلسنت کی کتابیں بھی پڑھی ہوتیں تو اختر نوازی میں وہ ایسی توبہ نہ کرتے جو اسلاف واکابر کیلئے "فتنہ" بن جائے۔

مفتی بدرالدین قادری کی توبہ اختر رضا کو مبارک ہو ـــــ مگر کملی کالی کملی، کالی کالی رنگت والی کملی اور کالی کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے اور لکھنے اور برقرار رکھنے کی وجہ سے

فاضل بریلوی کو
محقق بریلی کو
صدر الشریعہ کو
صدر الافاضل کو
محدث اعظم ہند کو
مفتی اعظم ہند کو

علامہ میرٹھی اور علامہ اعظمی وغیرہ کو توبہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ نوازہری صاحب کا پیدا کردہ فتنہ ہے جو اکابر کو بھی توبہ کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

ان کو خطا کار، گنہگار، حرام کار اور مجرم بنا رہا ہے۔

ایک بات اہل سوداگران بریلی کان کھول کر سن لیں کہ ہم ازہری صاحب اور ان کے مخصوص جرگہ کو اکابر اہلسنت اور ائمہ ملت کے ساتھ کھلواڑ کرنے نہیں دیں گے۔

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ اس گھر کا ہر اک بچہ
جہاں پیدا ہوا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

اے امام احمد رضا اور ان کے والد بزرگوار کے شیدائیو!
اے صدر الافاضل اور صدر الشریعہ کے دیوانو
اے محدث اعظم ہند اور مفتی اعظم ہند کے وفادارو
اے علامہ میرٹھی اور علامہ اعظمی کے عقیدت مندو
مولانا اختر رضا کی زبان پر تالا لگاؤ
تاکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو
ان کے جلیل القدر والد کو
ان کے جلیل القدر دوست کو
ان کے جلیل القدر شاگرد کو
ان کے جلیل القدر پیرزادے کو
ان کے جلیل القدر صاحبزادے کو
ان کے جلیل القدر فرمانبرداروں کو
گنہگار، حرام کار اور مجرم نہ باور کرا سکیں

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مفتی شفیق احمد شریفی توبہ کریں

ایک اشتہار مفتی شفیق احمد شریفی مہتمم ادارۂ شرعیہ اتر پردیش الہ آباد نے مرتب کیا اور اس کا عنوان قائم کیا۔ "سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کے استعمال کا شرعی حکم"۔ اس اشتہار میں مفتی صاحب کا حیرت انگیز اور شریعت شکن فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

"سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس چادر کو چدریا، سرکار کی بابرکت نگر کو نگریا، سرکار کے چہرۂ انور کو مکھڑا، سرکار کی نورانی آنکھ کو انکھیا، انکھڑیا، سرکار کے مقدس آنگن کو اگنوا، سرکار کے مبارک دروازے کو دوریا، سرکار کے مقدس راستہ کو ڈگریا، سرکار کی مقدس نظر کو نظریا یا نجریا، سرکار کے مقدس کاشانے کو بجھریا، سرکار کے نورانی کمبل کو کملی یا کملیا، سرکار کے مبارک بال کو بلوا، سرکار کی ذات قدسی کو عربی سجنوا یا عربی سنوریا، بولنا پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے۔

(ماخوذ از اشتہار مذکور)

ناظرین کرام ! یہ بات سچ ہے کہ مفتی شفیق احمد نے جو کلمات تصغیر کی فہرست مرتب کی ہے وہ متفق علیہ نہیں ہے ۔ اور اس پر مکمل بحث ہو چکی ہے ۔ مگر ہمارے نزدیک ۔۔ "تحقیر کی صورت میں صریح کفر ہے ۔" اس فتوے کی تائید میں علامہ بدرالدین محمود عینی کی عمدۃ القاری شرح بخاری علامہ قاضی عیاض کی شفا شریف ، تاج الفحول علامہ فضل رسول بدایونی کی المعتقد المنتقد ، خطیب بغدادی کی کتاب التوبیخ ، امام احمد رضا بریلوی کی فتاوی رضویہ اور المستند المعتمد جیسی بے شمار کتابیں ہیں ۔

مگر یہ کس قدر افسوس اور دیدہ دلیری کی بات ہے کہ جن کلمات کو مفتی صاحب تصغیر قرار دیتے ہیں ۔ اسے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے بولنا ، پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں بھی کفر نہیں سمجھتے ۔ صرف حرام قرار دیتے ہیں مفتی صاحب خود باخبر ہیں کہ حضور آیۂ رحمت کے لئے کلمہ تصغیر اگر بطور تحقیر ہو تو کفر صریح ہے ۔ اشتہار میں سب سے پہلے وہ یہی لکھتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔ "فقہائے شریعت نے کلمہ تصغیر کی اصل وضع پر نگاہ رکھ کر سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے حق میں اس کا بولنا اگر بطور تحقیر ہو تو صریح کفر قرار دیا ہے اور اگر بطور محبت ہو تو سخت ممنوع و حرام ٹھہرایا ہے ۔" پیشوایان دین اور فقہائے شریعت کے مذکورہ ارشاد کو اشتہار میں لکھنے کے بعد جب مفتی شفیق احمد صاحب اپنا فتوی لکھتے ہیں تو بس یہی لکھتے ہیں ۔۔۔ "تحقیر کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے ۔"

لہذا مفتی صاحب سے میری گذارش ہے کہ بعجلت ممکنہ اپنے مذکورہ غلط اور باطل فتوے سے رجوع کر کے پیشوایان دین اور فقہائے شریعت سے جو تصادم اور ٹکراؤ پیدا کیا ہے ختم کریں ۔ بہتر یہی ہے مفتی صاحب

کے ساتھ ساتھ اشتہار سے متعلق دیگر افراد بھی مذکورہ قول باطل سے تحریری توبہ کر لیتے جسے بعد میں چھپوا دیتے۔ کیونکہ اشتہار مطبوعہ ہے ـــــ دیکھنا ہے ازہری صاحب کا اس سلسلہ میں کیا ردعمل ہوتا ہے ؟ ـــــ وہ گروہی دوستی کا ساتھ دیتے ہیں یا راستی کا ؟

مفتی شریف الحق کی جہالت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ایک بڑی پیاری بات فرمائی "فالایہام کاف فی المنع والتحریم" یعنی ممنوع وحرام ہونے کے لئے ایہام کافی ہے۔ مگر فاضل بریلوی کے مذکورہ ارشاد کا نہایت غلط ترجمہ مفتی شریف الحق نے کیا۔ مفتی صاحب نے فالایہام کاف فی المنع والتحریم کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے!

"ممانعت وحرام ہونے کے لئے معنی سوء کا احتمال کافی ہے۔"

(ماہنامہ اشرفیہ جون ۹۲ء ص۷)

مفتی صاحب کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے "ایہام" کا ترجمہ "احتمال" کیا ہے اور احتمال کو ممانعت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ ایسی ہی غلطی مولوی عبدالحئی فرنگی محلی سے ہوئی تھی، انہوں نے بھی مفتی شریف الحق کی طرح ہی لفظ..... "ہدایت علی" اور لفظ "عبدالنبی" میں احتمال کی بنیاد پر فتوی دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جس کی اصلاح فرمائی۔ اعلیٰ حضرت کے نزدیک ایہام اور احتمال میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ممنوع ایہام ہے۔ نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعیدا۔ ایہام واحتمال میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں

تبادر درکار ہے۔ ذہن اس معنی کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے ،،
(احکام شریعت حصہ اول صـ۸۷)

مزید ارشاد فرماتے ہیں۔
"مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا۔ زید آگیا، اٹھا، بیٹھا، عمرو نے کھایا، پیا کہا سنا، مجیب صاحب نے سوال دیکھا، جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد، دو معنی کو محتمل ایک یہ کہ زید وعمرو و مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کیئے۔ دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک۔ لہذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہو جائے گا اور یہ بداہتہً قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار دو ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے۔

جانے دیجئے! نماز میں و تعالیٰ جدک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہونگے جد کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا۔ تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت و اقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے، نہ مجرد احتمال ـــــ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے

کہ آج کل بہت "جہلاء" ایہام و احتمال میں فرق نہ کر کے ورطۂ غلط میں پڑتے ہیں۔"

(احکام شریعت حصہ اول ص۸۸،۸۷)

قارئین کرام! ایہام و احتمال میں فرق نہ کر کے ورطۂ غلط میں پڑ جانے والوں کو "جہلاء" مجدد اعظم نے لکھا ہے۔ اسلئے "مفتی شریف الحق کی جہالت" لکھنے پر راقم الحروف خطا وار نہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب نے بھی ایہام و احتمال میں فرق نہیں کیا۔ اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک "فہرست جہلاء" میں شامل ہو گئے۔

احتمال کی بنیاد پر اکثر الفاظ میں شرک کا معنی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ خود اعلیٰ حضرت کو اعتراف ہے کہ — "مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع و طعن سے خالی ہوگا۔" اور مثال بھی دیا کہ — "نماز میں وتعالیٰ جدک میں جد کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔" مگر پھر بھی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

"جد" کا دوسرا معنی۔ "دادا، نانا" اور اس کی جمع "اجداد" ہے اور اس معنی میں لفظ جد نہایت مشہور و معروف ہے۔ پھر بھی نماز میں وتعالیٰ جدک کہنا کفر نہیں — جد کو دادا، نانا کے معنی میں ضرور استعمال کیا جاتا ہے اور یہ استعمال بکثرت ہے۔ مگر جب نماز میں "وتعالیٰ جدک" کہا جاتا ہے تو قاری کا تبادر ذہنی ذات باری تعالیٰ سے ہٹ کر دادا جان اور نانا جان کی طرف ہوتا ہی نہیں۔ اسلئے ایہام نہیں اور ممنوع نہیں احتمال پر نہیں بلکہ تبادر و سبقت پر حکم شرعی ہے۔

لہذا مفتی اعظم ہند نے صابر پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں "صوتیا،

سیّاں، پیاں، بیاں، اٹریاں، بلیاں، بلما اور گسیاں جیسے کلمات کا جو استعمال کیا ہے۔ یا مفتی اعظم ہند کے استعمال کردہ لفظ صورتیا کی طرح ہمارے دوسرے بزرگوں نے کملیا، چدریا، دوریا اور اٹریا کا استعمال نعت و منقبت میں کیا ہے۔ ایسے کلمات کے لئے ضروری ہے کہ جس طبقے یا علاقے میں یہ بولے جاتے ہیں وہاں کا عرف دیکھا جائے۔ آیا وہ معنی محمود میں مستعمل ہیں یا مذموم ہیں؟ اگر محمود تو نعت و منقبت میں بے غبار ـــــ اور اگر مذموم تو نعت و منقبت میں حرام ـــــ عرف عام کی قید میں نے اسلئے لگائی ہے کہ کسی لفظ کا جو معنی عرف عام میں ہوگا وہ لفظ بول کر تبادر ذہنی اسی عرفی معنی کی طرف ہوگا اگر عرف ہی میں معنی سوء ہے تو تبادر بھی معنی سوء کی طرف ہوگا اور یہی تبادر ایہام ہے اور یہی ایہام منع و تحریم کے لئے کافی ہے۔

راقم الحروف "کملی، کملیا، صورتیا، اٹریاں اور گسیّاں جیسے الفاظ اپنی جماعت کے مجدد اعظم، فقیہ اعظم، محدث اعظم اور مفتی اعظم جیسے اکابر کے کلام میں پڑھ چکا ہے۔ اور اسی کتاب میں حوالہ بھی پیش کر چکا ہے کہ مذکورہ الفاظ نعت و منقبت میں کس نے اور کہاں استعمال کیا ہے ـــــ اور الحمد للہ میں مذکورہ الفاظ کے عرف سے بھی واقف ہوں۔ لفظ کملی تو کثرت سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک چادر کے لئے ہی مستعمل ہے۔ نیز اولیاء اللہ، درویشوں اور بزرگوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

البتہ دنیاداروں اور عام لوگوں کی چادروں کو عرف میں کملی نہیں کہا جاتا۔ اسی سے واضح ہوجاتا ہے کہ کملی سن کر ایک عام قاری کا تبادر اسی معنی کی طرف ہوگا جو عرف میں ہے۔

"کملی اور کملیا" ـــ "صورتیا اور اٹریا" جیسے الفاظ کے معنی میں وہ

دشواری اور دقت بھی نہیں ہے جو " وتعالیٰ جدک " میں ہے۔ لفظ کملی ہو یا جد دونوں کا حکم تبادر پر ہے جد کا ایک مشہور ترین معنی تو ایسا ہے جو باری تعالیٰ کے لئے صریح شدید کفر ہے۔ پھر بھی وتعالیٰ جدک کہنا صحیح ہے۔ مگر " کملی اور کملیا، صورتیا، گستیاں " میں نہ کوئی دشواری اور نہ کوئی دقت اس کا کوئی لغوی معنی شر و کفر کو مستلزم نہیں —— اور عرف عام نہایت شاندار اور پاکیزہ۔ اس کا استعمال مذہبی رہنماؤں، بزرگوں اور درویشوں کے لئے عام۔

لہذا پیش کردہ سارے الفاظ عرف میں جب محمود و مستحسن معنی میں مستعمل ہیں تو پھر احتمال کا سہارا لیکر ایہام کی غلط تشریح بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی —— " آج کل بہت جہلاء ایہام و احتمال میں فرق نہ کرکے ورطۂ غلط میں پڑتے ہیں۔ "

(احکام شریعت حصہ اول ص۸۸)

علامہ ادیبی صاحب اور ماہنامہ اشرفیہ

مفکر اسلام علامہ مظفر حسن ظفرادیبی مبارکپوری نے " لفظ کملی کا شرعی و ادبی جائزہ " شائع کرکے اپنے جن ہم عصر علماء کی اصلاح فرمائی ہے اور زبان و بیان کا جو اسلوب اختیار فرمایا ہے وہ قابل داد بھی ہے اور باعث رشک بھی — میں اپنی کتاب " لفظ کملی پر مولانا اختر رضا خانصاحب کے شبہات کا ازالہ " جب مکمل کرچکا تب علامہ ادیبی صاحب کا تحریر کردہ " جائزہ " نظر نواز ہوا۔

ڈاکٹر شکیل اعظمی نے جو استفتاء تحریر فرمایا ہے وہ ان کی دینی معلومات اور وسعت مطالعہ کے ساتھ ساتھ ان کی علمی قابلیت اور غیر معمولی ذہانت کا ثبوت ہے۔ سوال کی اہمیت اور جواب کی افادیت نے مجھے حد درجہ متاثر کیا اسلئے اختصار کے ساتھ اسے نذر ناظرین کر رہا ہوں تاکہ ہر عام و خاص کو یکساں فائدہ ہو۔

سوال ؟

لفظ کملی۔ کمل کی تصغیر ہے اور جو لفظ مصغر ہو یا اس کے معانی متعدد و مختلف ہوں اور ان میں سے کوئی معنی قبیح یا حقیر ہو تو ایسے لفظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں حرام ہے۔ ایسے الفاظ استعمال کرنے والوں پر توبہ و استغفار ضروری

ہے۔ استدلال میں یہ آیت کریمہ یاایہاالذین آمنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا پیش فرماتے ہیں۔ لفظ کملی کا شرعی وادبی جائزہ ص۳)

(چند سطور کے بعد)

علاوہ ازیں اسمائے مصغرہ کے استعمالات بھی مختلف ہیں۔ کبھی تحقیر کیلئے کبھی پیار محبت کے لئے اور کبھی اظہار توقیر وعظمت کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اب اگر تحقیر وتذلیل کی بجائے اظہار عظمت ومحبت کیلئے بھی ان کا استعمال ممنوع اور حرام ہو تو پھر بتایا جائے کہ لفظ " تو، تیرا " وغیرہ کا استعمال حضور علیہ التحیۃ والثناء کے لئے کیوں کر روا قرار دیا جا سکتا ہے؟

" تو " کے بارے میں فیروزاللغات اور فرہنگ آصفیہ میں درج ہے کہ ضمیر واحد اور حرف خطاب ہے جو ادنیٰ اور کمتر درجہ والے کی نسبت بولا جاتا ہے " تیرا " کے بارے میں مذکورہ لغات میں درج ہے کہ ضمیر مخاطب اور کلمہ خطاب ہے جو ادنیٰ کی طرف کیا جاتا ہے۔ اب اگر اصل وضع اور لغات کا لحاظ کرتے ہوئے ان لفظوں کا استعمال بارگاہ رسالت میں کیا جائے تو کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ جبکہ لغتہً اور عرفاً دونوں دونوں حیثیتوں سے یہ حرف خطاب کمتر درجہ والوں کے لئے مستعمل ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول اور کمال ادب واحترام مسلّمات میں سے ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے مشہور ومعروف نعتیہ مجموعۂ کلام حدائق بخشش میں جو پہلی نعت پاک درج کی ہے اس کی ردیف ہی " تیرا " ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا　　تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ان کے علاوہ متعدد نعتوں میں "تو، تیرا" کا استعمال بلا تکلف بار بار کیا ہے

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی نعتوں میں "تو، تیرا" کا استعمال متعدد جگہوں پر کیا ہے۔

تو ہے رحمت، باب رحمت تیرا دروازہ ہوا　　سایۂ فضل خدا، سایہ تری دیوار کا
تو شمع نبوت ہے عالم ترا پروانہ　　تو ماہ رسالت ہے اسے جلوۂ جانانہ

واضح کیا جائے کہ "تو، تیرا، تیرے" وغیرہ کا لفظ جب کم درجہ والوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ لغات مذکورہ وغیرہ سے ظاہر ہے تو پھر ان لفظوں کا استعمال خواہ بطور عظمت و محبت ہی کیوں نہ ہو۔ جب ان میں شائبہ معنی اصلی و وضعی موجود ہے اور ان کے معنی و مفاہیم میں استخفاف و کمتری کا پہلو مضمر ہے تو بارگاہ رسالت میں ان کا استعمال کیونکر درست ہے؟

اسی طرح لفظ ہرجائی ہے۔ فیروز اللغات میں اس کے مختلف معانی درج ہیں۔ مثلاً کسی ایک کا ہو کر نہ رہنے والا۔ بے مروّت، بے وفا ـــــ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اسی لفظ "ہرجائی" کو بھی اپنی نعت پاک میں ایک جگہ یوں استعمال فرمایا ہے۔

"حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

سوال یہ ہے کہ ہرجائی کے لفظ میں شائبہ معنی اصلی و وضعی ہے کہ نہیں؟ اور اس کے معانی میں سے کچھ معانی سوء ادب کے مظہر ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو اس کا استعمال اللہ و رسول کی ذات و صفات کے لئے شرعاً کیونکر درست

قرار دیا جا سکتا ہے ؟ (ایضاً ص ۴،۵،۶)

(چند سطور بعد)

بیکل بلرامپوری کے ایک مصرع ؎
"نبی جی گھات میں ہیں ٹھگ سارے" پر یہ حاشیہ لگایا گیا ہے کہ یہاں "جی" کا لفظ کلمہ تصغیر نہیں، مشرکین ہند کے محاورہ میں کلمہ تعظیم ہے جیسا کہ وہ بولتے ہیں۔ گنگا جی، اجودھیا جی، گاندھی جی۔ کلمہ تعظیم ہی کا اعتبار کرکے مسلمانوں میں بھی اس لفظ کا استعمال معدود چند افراد کے حق میں رائج ہے جیسے حافظ جی، سیٹھ جی، میاں جی، شاہ جی، پیر جی لیکن بایں ہمہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کے ساتھ اس لفظ کی ترکیب گوش خراش ہوتے ہوئے اسلامی محاورہ نہیں۔ لہٰذا سرکار اقدس کو "نبی جی" کہنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اب آئیے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں۔ آپ فرماتے ہیں!

کعبہ دلھن ہے تربت اطہر نئی دلھن ۔۔۔ یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر ۔۔۔ جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

فیروز اللغات، فرہنگ آصفیہ وغیرہ میں

پی کے معنی ـــ شوہر، پیارا
سہاگن ـــ شوہر والی عورت
کنور ـــ راجا کا بیٹا، شہزادہ، طفل، کودک، ٹیکا، پتر وغیرہ درج ہیں۔ مذکورہ بالا شعر میں "پی اور کنور" کس ذات کے لئے استعمال کیا گیا ہے ان دونوں لفظوں میں کمتر و فروتر درجہ کے معانی شامل ہیں یا نہیں ؟ اور ان

میں مشرکین ہند کے محاورات اور ان کی تہذیبی روایات کا عنصر موجود ہے یا نہیں ؟ کیا یہ اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی محاورات کے آئینہ دار ہیں ؟
یونہی حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ڈولت ہے نیا موری بھنور میں مولیٰ تیراؤ ایکے نجر میں
موری کھبریا مورے پیا لو موکو بچا لو پیا موکو بچا لو

کیا یہ اشعار اسلامی محاورات کے آئینہ دار ہیں ؟ اور کیا ان میں مشرکین ہند کے محاورات ومصطلحات کا رنگ شامل نہیں ؟

بینوا وتوجروا ـــــ المستفتی
(ڈاکٹر) شکیل اعظمی کریم الدین پور گھوسی (مئو)
مورخہ ۱۵ر مئی ۹۲ء (ایضا (ص۸،۹)

جواب

لاتقولوا راعنا سے استدلال پر ایک نظر۔ لفظ کملی کی حرمت پر مذکورہ آیت سے استدلال صحیح ہے یا نہیں ؟ اسے سمجھنے کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ آیت کریمہ کی شان نزول اور اس کا تاریخی پس منظر اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ اس کے بغیر اس کے صحیح منشا تک پہنچنا مشکل ہے (ایضا ص۲۲)

(چند سطور بعد)

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ بطور طلب و رغبت جب کوئی بات اچھی طرح نہ سمجھ پاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے " راعنا " ہماری طرف توجہ فرمائیے اور یہی لفظ " لغت یہود"

میں گالی اور بد دعا کے معنی میں تھا۔ (اسمع لا سمعت) سن تو بہرہ ہو جائے (اور نیز اس کے معنی صاحب رعونت اور جاہل بھی تھا اور کبھی زبان لپکا کر "راعینا" کر دیتے تھے) صحابہ کرام سے سن لینے کے بعد خبیث النفس یہودیوں نے اسے اپنے لئے غنیمت اور نادر موقعہ سمجھا یعنی لفظ راعنا کی آڑ میں اپنی خباثت نفس کا علانیہ مظاہرہ کرنے لگے اور کہنے لگے۔ پہلے تو ہم آپ کو سراً آہستہ آہستہ چھپ چھپ کر گالی دیتے تھے لیکن اب تو جہراً کھلے عام گالی دیتے ہیں۔ یہودی اسی لفظ سے آپ کو مخاطب کرتے اور آپس میں خوب ہنستے اور مذاق اڑاتے حضرت سعد ابن معاذ نے ان کی زبان سے راعنا کہتے سن لیا۔ یہ لغت یہود سے واقف تھے۔ آپ نے یہودیوں سے فرمایا تم پر خدا کی لعنت اگر اب میں نے تم میں کسی کی زبان سے آپ کے لئے راعنا کہتے سنا تو میں یقیناً اس کی گردن اڑادوں گا۔ اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا۔ کیا تم لوگ اپنے نبی کو راعنا سے مخاطب نہیں کرتے؟ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یاایھا الذین آمنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعو وللکافرین عذاب الیم ○ اور صحابہ کرام کو راعنا کہنے سے منع کر دیا گیا تاکہ بدنہاد یہود لفظ میں موافقت و متابعت کرتے ہوئے معنی فاسد کا قصد نہ کرنے پائیں۔

ناظرین! لاتقولوا راعنا کی تفسیر آپ کے سامنے ہے اس کے آخری حصہ پر غور کیجئے۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر مبہم لفظوں میں بتا رہے ہیں کہ صحابہ کرام کو راعنا کہنے سے اس لئے منع کر دیا گیا کہ اس آڑ میں یہودیوں کو شان رسالت میں دشنام طرازی کا موقعہ مل رہا تھا کیونکہ وہ بھی وہی لفظ بول رہے تھے جو صحابہ کرام ـــ لیکن اس سے انتہائی ناپاک معنی فاسد مراد لیتے تھے۔ اب آپ انصاف سے بتائیے۔ کیا کسی لغت میں

"لفظ کملی" کا کوئی قبیح معنی بھی ہے؟ کیا یہاں بھی اس لفظ کی آڑ میں کسی خبیث النفس کو اہانت رسول کا کوئی ادنیٰ سا موقع بھی مل رہا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو لاتقولوا راعنا سے لفظ کملی کی حرمت و ممانعت پر استدلال کو قیاس مع الفارق کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ــــ (ایضا ص ۲۳-۲۴)

(چند سطور کے بعد)

بعض علمائے اہلسنت کا یہ فتویٰ کہ اگر کسی لفظ کے معانی متعدد و مختلف ہوں اور انمیں کوئی معنیٰ قبیح یا حقیر ہو تو ایسے الفاظ کا استعمال بارگاہ رسالت میں حرام ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ ہے جس کے نتیجہ میں بے شمار معارضات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر شکیل احمد کے معارضات بھی اسی اصول پر مبنی ہیں موصوف کا یہ سوال بالکل بجا ہے کہ " تو اور تیرا " جو لغوی یا عرفی دونوں حیثیتوں سے کمتر درجہ والوں کے لئے بولے جاتے ہیں تو بارگاہ رسالت میں ان کا استعمال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت نے ان لفظوں کا استعمال بارگاہ سید ابرار میں کیسے گوارہ کر لیا؟ یقیناً سوال میں کافی وزن ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ علماء کرام اس کا کیا جواب دیں گے؟ میرا خیال ہے کہ انکے وضع کردہ اصول کی بنیاد پر اس کا کوئی جواب دیا بھی نہیں جا سکتا۔

ناظرین! نعت پاک کیلئے لفظوں کے انتخاب کا میں نے جو معیار پیش کیا ہے اس کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت کر رہا ہوں۔ خدا کرے کوئی تسلی بخش توجیہ پیش کر سکوں وما توفیقی الا باللہ۔

تو، تیرا کا استعمال زمانہ قدیم سے اردو زبان کے نعت گو شعراء کرتے آئے ہیں اس پر کبھی کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور نہ سامعین نے اس

میں کوئی قباحت محسوس کی۔ بظاہر یہ بات بڑی عجیب سی لگتی ہے کہ ساری
مخلوقات میں سب سے بزرگ و برتر ذات سے تخاطب کیلئے شعرا نے ان
الفاظ کا انتخاب کیوں کیا جو کمتر کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور اس سے بھی
زیادہ حیران کن یہ امر ہے کہ آج تک کسی عالم دین نے اس پر اعتراض نہیں کیا
اور نہ ہی سامعین نے کوئی قباحت محسوس کی حالانکہ تمام اقوام عالم میں مسلمان
اپنے پیغمبر کے بارے میں سب سے زیادہ حسّاس واقع ہوا ہے۔ یہ ایک بے حد
سنجیدہ سوال ہے اسی پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ عربی زبان میں ایک ہی
صیغہ واحد برتر کیلئے بھی ہے اور کمتر کیلئے بھی۔ صیغۂ واحد میں صرف وحدت کا
لحاظ ہوتا ہے۔ برتری یا کمتری ملحوظ نہیں ہوتی باپ بیٹے دونوں باہم ایک ہی
صیغۂ واحد سے خطاب کرتے ہیں دیکھئے باپ نے بیٹے سے فرمایا۔ فانظر ما
ذاتری۔ بیٹے نے باپ کو جواب دیا۔ یا ابت افعل ما تؤمر۔ اس کے
برخلاف ہماری زبان میں خطاب کے لئے تین الفاظ ہیں۔ برتر کے لئے آپ،
کم درجہ کیلئے تم، کمتر کیلئے تو۔ اور انہیں کے لحاظ سے آپ کا، تمہارا اور تیرا
الفاظ لائے جاتے ہیں۔ وضع لغت یونہی ہے لیکن اہل زبان اپنے محاورہ میں
تو تیرا کا استعمال کبھی پیار محبت اور اظہار بے تکلفی کے لئے بھی کرتے ہیں۔
مجتبیٰ حسن طباطبائی کا شعر دیکھئے

پیار جب حد سے بڑھا سارے تکلف مٹ گئے
آپ سے وہ تم ہوئے پھر تو کا عنواں ہو گئے

اور سچ پوچھئے تو بعض مقامات پر لفظ "تو" میں جو خودسپردگی کی
کیفیت پنہاں ہوتی ہے۔ وہ نہ "آپ" میں محسوس کی جا سکتی ہے۔ نہ لفظ
تم میں میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ لغوی اعتبار سے "تو" اور "تیرا"

کے الفاظ کمتر درجہ والوں کیلئے وضع کئے گئے ہیں مگر اہل زبان پیار محبت کے لئے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اور کسی بھی زبان میں بنیادی اہمیت اہل زبان کے محاورات واستعمالات ہی کو حاصل ہوتی ہے اس لئے نعت پاک میں انکا استعمال قطعا درست ہے اس میں شرعی یا ادبی کوئی قباحت نہیں۔

(چند سطور کے بعد)

بہرحال نعت میں "تو" اور "تیرا" سے تخاطب پر اعلیٰ حضرت یا کسی بھی شاعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ یہ اصول تسلیم کر لینے کے بعد کہ کسی لفظ کے متعدد معانی میں اگر ایک معنی بھی قبیح ہے تو اس لفظ کا استعمال نعت پاک میں جائز نہیں تو اعلیٰ حضرت کے کلام پر معارضہ باقی رہے گا۔ اس کو دفع نہیں کیا جاسکتا (ایضا ص ۲۵، ۲۶، ۲۷)

نوٹ:۔ پوری تفصیل اور مکمل بحث دیکھنی ہو تو " لفظ کملی کا شرعی وادبی جائزہ " کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

پتہ:۔ ڈاکٹر نثار احمد اعظمی دی انصار ہومیو ہال پوسٹ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ۔ یو، پی

علامہ ظفر ادیبی کی تصنیف مذکور پر مولانا محمد احمد مصباحی نے جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اگر اس پر راقم الحروف بھی تبصرہ کرنے لگے تو یہ ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی ماہنامہ اشرفیہ فروری ۱۹۹۳ء صفحہ ۴۲ پر مصباحی صاحب رقمطراز ہیں:

"کسی لفظ کے اچھے اور برے دو معنی ہوتے ہیں لیکن قرینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائل کی مراد اچھا معنی ہے تو وہ لفظ گوارہ ہے اور قرینے سے برا معنی ظاہر ہوتا ہے تو وہی لفظ ناگوار ہے

لیکن عظمت خدا اور رسول کا تقاضہ ان باہمی تقاضوں سے فزوں تر تھا۔ اس لئے علماء نے برے معنی کے ایہام سے بھی پرہیز کو لازم قرار دیا اور یہ فرمایا کہ محض برے معنی کا ایہام بھی ممانعت کیلئے کافی ہے مگر جو لفظ شرع سے خدا و رسول کے حق میں ثابت ہے وہ باوجود ایہام جائز ہے جبکہ قرائن سے ظاہر ہو کہ متکلم کی مراد وہی معنی ہے جو شرع سے ثابت ہے مثلا ـــــ "تعالیٰ جد ربنا"، یونہی انت، تو، تیرا، تم وغیرہ۔

اقول: ـ بے شک عظمت خدا و رسول کا تقاضہ ان باہمی تقاضوں سے فزوں تر ہے اور ان بارگاہوں کیلئے ہر برے معنی کے ایہام سے پرہیز لازمی ہے مگر مصباحی صاحب نے صرف خدا اور رسول کی ذات تک معنی سوء کے ایہام کو محدود کر کے غایت جہل کا مظاہرہ کیا ہے جو مسئلہ زیرِ بحث میں برے معنی کے ایہام کے باوجود کسی معظم کیلئے لفظ کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ علماء نے برے معنی کے ایہام کی صورت میں لفظ کے استعمال سے پرہیز کو مطلقاً لازمی قرار دیا ہے۔

رہ گیا ایہام کی صورت میں بھی جواز کیلئے مبصر کا یہ نکتہ کہ یہ اس صورت کے لئے ہے جبکہ قرائن سے ظاہر ہو کہ متکلم کی مراد وہی معنی ہے جو شرع سے ثابت ہے، عجیب ہے۔ یہ بیچارہ مبصر سمجھ نہ سکا کہ کسی لفظ سے کسی معنی کے ایہام کے لئے اس معنی کی طرف تبادر ذہنی لازم ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

"ایہام میں تبادر درکار ہے۔ ذہن اس معنی کی طرف سبقت کرے"

(احکام شریعت حصہ اول ص۸۷)

اور تبادر ذہنی کے لئے ضروری ہے کہ ایسے قرائن نہ ہوں جو ذہن کو معنی شرعی کی طرف لے جاتے ہوں۔ جب قرائن یہ بتائیں کہ قائل کی مراد یہی معنی شرعی ہے تو دوسرے معنی کی طرف تبادر ذہنی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور جب تبادر ذہنی مفقود، تو پھر ایہام کہاں سے آگیا؟

اور دوسری گذارش یہ ہے کہ مصباحی صاحب انت اور تو کا فرق بھی محسوس نہ کر سکے۔ عربی زبان میں لفظ انت کا عرف کیا ہے اور اردو زبان میں لفظ تو کا عرف کیا ہے بے چارہ مبصر جانتا نہیں۔ انت اور تو کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:۔

"تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ "تو" ہے اور یہاں (یعنی اردو زبان میں) جو باپ کو "تو" کہے بے شک بے ادب گستاخ اور آیت کریمہ کا مخالف ہے لا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ○ ماں باپ کو ہوں نہ کہہ نہ جھڑک اور ان سے عزت کی بات کہہ۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۰۴)

• جب یہاں کے عرف میں باپ کو تو کہنے والا بے شک بے ادب، گستاخ اور آیت کریمہ کا مخالف ہے تو یہی حرف خطاب افضل الخلق سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ ماہنامہ اشرفیہ سے متعلق افراد جو علامہ ظفرادیبی صاحب کی توجیہہ سے متفق نہیں ہیں۔ وہ فتاویٰ رضویہ کے مذکورہ بالا حوالہ کی روشنی میں راقم الحروف کو اطمینان بخش جواب دیں اگر انت اور تو میں کچھ بھی فرق نہیں ہے تو کیا مولانا شریف الحق وغیرہ کو

"انت" کے بجائے "تو" کہا جائے ؟ مولانا شریف الحق صاحب ـــــ تو کیا کیا لکھتا ہے ـــــ مولانا محمد احمد آنکھ کے سوچتا ہے یا سوچ کے لکھتا ہے ایسا خطاب کیسا ہے ؟

اقول:۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے رکن مجلس ادارت مولانا محمد احمد مصباحی اپنے تبصرہ کی روشنی میں ایک عجلت پسند تبصرہ نگار معلوم ہوتے ہیں علمی پختگی اور بالغ نظری سے محروم لگتے ہیں۔ ورنہ یہ نہ فرماتے۔

"لفظ کملی سے متعلق خود میرا ایک الگ رجحان ہے مگر اس تبصرہ میں اس کی گنجائش نہیں اور مزید غور و خوض کر لینا بھی بہتر سمجھتا ہوں (فروری ۱۹۹۳ء ص ۴۳)

علامہ ادیبی صاحب کے سنجیدہ دلائل سے انحراف اور کملی کو تصغیر قرار دینے والوں کی بے جا حمایت کی گنجائش ہے۔ مگر اپنے الگ رجحان کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ جس لفظ کملی کو امام احمد رضا کے استاذ گرامی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کریں۔ صدر الشریعہ جیسی عظیم شخصیت جسے سرکار کے لئے تحریر کرے صدر الافاضل جیسا محقق جسے برقرار رکھے۔ حضور محدث اعظم ہند جیسا مستند عالم دین جسے صحیح سمجھے ـــــ وہ مولانا محمد احمد کے نزدیک مزید غور و خوض کے قابل ہے اعلیٰ حضرت، ان کے والد گرامی، صدر الافاضل اور صدر الشریعہ کے ارشادات پر کھلی بے اعتمادی؟ ماہنامہ اشرفیہ میں پہلی بار دیکھنے کو ملی ـــــ

مفتی شریف الحق، مفتی بدر الدین، مفتی شفیق احمد اور مولانا محمد احمد مصباحی سے مایوس ہونے کے بعد اب طمانیت قلبی اور سکون ذہنی کیلئے بارگاہِ امام احمد رضا میں حاضری دی جائے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد بالکل

صحیح اور درست ہے کہ

"عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ "تو" ہے اور یہاں جو باپ کو تو کہے بے شک بے ادب گستاخ اور آیت کریمہ کا مخالف ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۷۴)

اور ایسے منظوم کلام بلاغت نظام میں اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم اور دیگر حضرات کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ تو، تیرا استعمال فرمانا بھی شرعاً، عرفاً صحیح و درست ہے۔ کیونکہ انت کا حرف عربی نثر و نظم میں افضل و مفضول دونوں کے لئے ہے۔ مگر یہ اردو کی اپنی خصوصیت ہے کہ اس میں برتر کیلئے آپ کم درجہ والے کیلئے تم اور کمتر کیلئے تو اور اسی مناسبت سے آپ کا، تمہارا اور تیرا لائے جاتے ہیں مگر اس تفریق و تقسیم کا تعلق اردو نثر سے متعلق ہے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری ——— رہا نظم و شعر کا معاملہ تو اس کی ایک الگ اور منفرد خصوصیت ہے اسی لئے اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ شعر پر غیر شعر کو قیاس کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے حرف خطاب "تو" کے استعمال کو جہاں بے ادبی گستاخی اور مخالفت آیہ کریمہ لکھا ہے وہاں اس کا حکم "غیر شعر" سے متعلق ہے۔ اور جہاں حرف خطاب تو کو خدائے ذوالجلال اور انبیائے باکمال کے لئے استعمال کیا ہے اس کا حکم "شعر" سے متعلق ہے اور شعر کے عرف میں خدا کے لئے تو کہنا کمال سپردگی ہے اور معظمین کیلئے حرف خطاب تو میں کمال کا قرب قلبی وابستگی اور غیر معمولی لگاؤ ہے ——— اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ

"ان قیاس غیر الشعر علی الشعر ضعیف لانہ یجوز فیہ مالا یجوز

فی غیرہ (حاشیہ شرح جامی بحث حرف ص۳۳۹)
یعنی شعر پر غیر شعر کو قیاس کرنے میں کمزوری ہے اس لئے
کہ اس میں جو جائز ہے وہ اس کے غیر میں جائز نہیں۔"

اس سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے جہاں "تو" کہنے کو گستاخی اور بے ادبی قرار دیا ہے اس کا تعلق غیر شعر سے ہے —— اور جہاں "تو" کہنے میں ادب و محبت و قربت و تعظیم سمجھتے ہوئے خود استعمال کیا ہے اس کا تعلق شعر سے ہے۔

الحاصل "غیر شعر" کے عرف میں باپ کو تو کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے مگر "شعر" کے عرف میں باپ کو تو کہنا نہ بے ادبی ہے اور نہ گستاخی بلکہ صحیح و درست ہے۔ اور یوں بھی "ضرورت نثری" کی کوئی رعایت نہیں۔ ہاں "ضرورت شعری" کی ہر دور میں اہمیت رہے گی۔ یہی سچی بات ماہنامہ اشرفیہ میں دیکھنے کو نہیں ملی۔

البتہ علامہ ظفر ادیبی صاحب نے نہایت مختصر اور جامع تشریح کی ہے
"یہ نکتہ بھی ملحوظ رہنا چاہیئے کہ نظم کی کچھ منفرد خصوصیات
ہوا کرتی ہیں ضروری نہیں ہے کہ جو چیز نظم میں پسندیدہ ہو
نثر میں بھی لائق پسندیدگی ہو، بہر حال نعت میں تو، تیرا
سے تخاطب پر اعلیٰ حضرت یا کسی بھی شاعر پر کوئی اعتراض
نہیں کیا جا سکتا۔" (لفظ کملی کا شرعی و ادبی جائزہ ص۲۷)

میں نے اپنے استاد محترم کے بیان کردہ مذکورہ بالا نکتہ کو مزید مدلل کرنے کیلئے ہی حاشیہ شرح جامی بحث حرف ص۳۳۹ سے ثبوت بھی پیش کر دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور علمائے بریلی

از: حضرت علامہ حافظ و قاری محمد معین الدین صاحب اشرفی شمسی صدر مفتی
مرکزی دار الافتاء والقضا آستانہ محدث اعظم ہند کچھوچھا شریف

الجواب بعون اللّٰہ الوہاب ۔ لک الحمد یا اللّٰہ وعلیک وآلک واصحابک الصلوٰۃ یارسول اللّٰہ اللھم رب لیسرلی لتلاوۃ القرآن حق تلاوتہ والاستماع لہ حق الاستماع والعمل بہ حقہ راقم الحروف کے کلمات اُحْسِنُ بما حقق ابو الحماد فی تشابہ الظاء والضاد صاف طور پر ظاء اور ضاد کی باہمی مشابہت ظاہر کر رہے ہیں جس طرح امام اہلسنت مخدوم الملت ابو المحامد سید محمد کچھوچھوی ملقب بہ محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات مبارکہ ھذا حکم العالم المطاع کی واضح دلالت اس بات پر ہے کہ جواب دینے والا مستند عالم اہلسنت ہے یہ بھی ایک تحقیق ہے جس پر وہ لوگ عمل کر سکتے ہیں جو خود اہل تحقیق نہیں یا جن کی تحقیق اس کے موافق ہو اس کا یہ مطلب قرار دینا فہم سے بالاتر ہے کہ خود حضور محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی وہی ہے جو اس جواب سے ظاہر ہے کما لا یخفی علی من یعرف اسالیب الکلام سیما

المحدث العلام۔ خوب یاد رہے کہ کبھی علمائے کرام من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما
لعل محل کلام ، کے پیش نظر، صحیح معنی میں دینی مصلحتوں کو سامنے رکھتے ہوئے
مسلمانوں کو انتشار سے بچانے کے لئے، حدود شریعت میں رہتے ہوئے اپنا وہ
خیال ظاہر نہیں کرتے جس کا اظہار ان پر شرعاً ضروری نہ ہو، اس لئے کسی جواب
یا کتاب پر ان کی تعریف و تحریر کے الفاظ پر غور کرلینا چاہیئے تاکہ غلط فہمی کا شکار
نہ بنیں وایاك وسوء الظن بالمؤمنین سیما العلماء العارفین الربانیین رضی
اللہ تعالیٰ عنہم ورفع درجاتہم وافاض علینا من معارفہم وعوارفہم
وبرکاتہم آمین۔

اہل علم جانتے ہیں کہ جب عالم ربانی حضرت علامہ صوفی سلامت اللہ،
رامپوری قدس سرہ النوری کے سامنے اذان جمعہ سے متعلق تصدیق کیلئے ایک
فتوی لایا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والسلام
علی عبادہ الذین اصطفی وعلی من التزم متابعۃ المصطفی علیہ افضل
الصلوٰۃ والسلام وعلی آلہ الکرماء واصحابہ الرحماء اما بعد از جانب
فقیر خادم بارگاہ احمدی محمد سلامت اللہ عفی عنہ واضح ہو کہ ہمارے یہاں عمل درآمد
اس پر ہے کہ جمعہ کے دن اذان ثانی خطیب کے سامنے منبر کے پاس مسجد کے
اندر ہوتی ہے فقط ابوالذکار سراج الدین محمد سلامت اللہ (اذان من اللہ ص)
روشن ہے کہ اس تحریر سے اس فتوی کی تصدیق سمجھنا صحیح نہیں کہ اس میں
اس زمانہ میں باشندگان رامپور کا ایک طریقہ بتایا گیا ہے اور متابعت سرکار ہر
ہر کار محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے التزام کی ترغیب
ہے وعلی من التزم متابعۃ المصطفی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام وعلی
آلہ الکرماء واصحابہ الرحماء — اسی رسالہ اذان من اللہ، شائع کردہ

رضوی کتب خانہ بازار صندلخاں بریلی کے صـ۱۸ پر ہے مولانا شاہ سلامت اللہ، صاحب کی عمر خدمت مذہب اہلسنت و دفع شیاطین کفر و بدعت میں گذری اس کی برکت نے انھیں محفوظ رکھا ۱۲ اسی میں صرف اتنا فرمایا کہ ہمارے یہاں عمل درآمد اسپر ہے یہ بالکل سچ ہے اور عبارت بھی کسی کو خط کے انداز میں لکھی کہ امابعد از جانب فقیر سلامت اللہ واضح ہو تاکہ تصدیق فتوی کے رنگ سے الگ رہے جہال مخالفین علمار کے لطائف کو کیا سمجھیں ۱۲ شاید حضرت علامہ شاہ سلامت اللہ، صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے طرز حکیمانہ سے استفادہ کرتے ہوئے مرکزی دارالافتار ۸۲ سوداگران بریلی کے مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب نے بظاہر صحت السؤالات کی جگہ " صح الجواب " لکھا ہے واللہ تعالی اعلم ــ

اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ مخدوم الملت امام اہلسنت حضور محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کے شاہزادہ وجانشین، حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم نے ویڈیو۔ ٹی وی کے استعمال سے متعلق ایک فتوی تحریر فرمایا جس کے چند اقتباس یہ ہیں کہ ویڈیو اور ٹی وی کے استعمال کرنے کا معاملہ بالکل گراموفون، ٹیپ ریکارڈر اور آئینوں کے استعمال کرنے کے معاملہ کی طرح ہے جس طرح بالاتفاق گراموفون و ٹیپ ریکارڈر سے ہر وہ بات سنی جا سکتی ہے جس کا سننا ان کے بغیر بھی جائز ہے اور جس طرح آئینہ کے اندر ہر اس چیز کو دیکھا جا سکتا ہے جس کا دیکھنا آئینہ کے باہر بھی جائز ہے بالکل اسی طرح ویڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ ہر ایسی چیز کو دیکھا اور سنا جا سکتا ہے جس کا دیکھنا اور سننا اس کے بغیر بھی جائز ہو رہ گئے وہ امور جن کا دیکھنا اور سننا ناجائز و حرام ہو ویڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ بھی ان کا سننا اور دیکھنا ناجائز و حرام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علمار کرام کی تقاریر نیز دینی و مذہبی پروگرام کی نشر و اشاعت کے لیے ویڈیو کا استعمال بالکل جائز ہے۔ نہایت

مناسب عمل ہوگا اگر ویڈیو کے ذریعہ خالص دینی، مذہبی، علمی، اخلاقی پروگراموں کو گھر گھر پہنچا کر ان کے افکار و نظریات کی اصلاح اور اعمال و افعال کی درستگی کی راہ نکالی جائے اور اس کے ذریعہ تبلیغ و ہدایت اور تعلیم و اصلاح کا کام انجام دیا جائے (شرعی استعمال ص۶۰) جو تفصیل چاہے وہ کتاب ویڈیو۔ ٹی وی کا شرعی استعمال کا بغور مطالعہ کرے یہاں تو یہ بتانا ہے کہ جب اس فتوی پر چند شکوک و شبہات بنام سوالات لکھکر جناب مفتی محمد عبدالرحیم صاحب کے سامنے پیش کیے گئے تو انہوں نے صح الجواب۔ لکھا، ان کے اس طرز تحریر سے ایک طرف حیرت ظاہر کی گئی کہ اس سوالاتی تحریر کو جواب قرار دیا کیوں؟ دوسری طرف خیال آیا کہ شاید موصوف نے صح الجواب سے حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کے تحریر کردہ جواب کو ہی صحیح بتایا ہے اور لطیف انداز میں سائل کو سوچنے کی دعوت دی ہے ـــ پھر ـــ مراد آباد کے ایک سوال " ٹیلی ویژن دیکھنا یا اس پر اپنے آپ کو دکھانا کیسا ہے " کے جواب میں جناب مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی رقمطراز ہیں " ٹیلی ویژن ایک آلہ ہے جس کو جائز مقصد کیلئے جائز طور پر استعمال کرنا جائز ہے اور ناجائز مقصد ہو یا ناجائز طور پر ہو تو ناجائز ہے محض دیکھنا جرم نہیں بلکہ جو شئی دیکھی جائے اسکے اعتبار سے حکم ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم ـــ اس جواب کی روشنی میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ انکے قول صح الجواب میں مذکورہ فتوی کی صحت کا بیان ہے۔ واضح رہے کہ موصوف نے یہ جواب جمادی الاولی ۹۹ھ میں لکھا ہے جب وہ دارالافتاء منظر اسلام بریلی میں فتوی نویسی کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہاں ان امور کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عبارت فہمی کا شعور پیدا ہو کلمات علماء کو سمجھا جائے۔ دلیل طلب کرنے سے پہلے دعوی سمجھنا چاہیئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو الموفق چونکہ سائل کی خاص توجہ راقم الحروف کے الفاظ پر ہے اگرچہ

وہ صحیح معنی میں ان کا مفہوم نہ سمجھ سکا جیسا کہ اس کے سوال سے اہل فہم پر خوب ظاہر ہے
اسلئے یہاں ان کلمات کی قدرے وضاحت و دلیل پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور سائل کو ہدایت
کی جاتی ہے کہ اس کو جس کتاب کے بارے میں کچھ سمجھنا شرعاً ضروری ہو تو پہلے اپنے وطن
میں رہنے والے مولانا سید شمشاد حسین صاحب، مولانا محمد ارشاد، مولانا رضوان احمد وغیرہ
ذمہ دار علمائے اہلسنت وجماعت کی خدمت میں باادب حاضر ہو۔ اگر وہ خود سمجھا دیں فبہا
اور اگر وہ کسی وجہ سے خود نہ سمجھائیں تو ان کی ہدایت کے مطابق رابطہ قائم کیا جائے۔ اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ میں
رقمطراز ہیں الجواب، قرآن وحدیث میں شریعت طریقت حقیقت سب کچھ ہے اور ان
میں سب سے زیادہ ظاہر و آسان مسائل شریعت ہیں انکی تو یہ حالت ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین
ان کی شرح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علماء کرام اقوال ائمہ مجتہدین کی تشریح و توضیح
نہ کرتے تو ہم لوگ ارشادات ائمہ کے سمجھنے سے بھی عاجز رہتے اور اب اگر اہل علم عوام
کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق نہ کریں تو عام لوگ
ہرگز ہرگز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں ہزار جگہ غلطی کریں گے اور کچھ کا کچھ
سمجھیں گے ۱۲ (ص ۱۱-۱۲) حضرت صدر الشریعۃ ناصح الامۃ علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں (۱) اس کتاب میں حتی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں
دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں پھر بھی علم بہت
مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی
رہیں گے کہ اہل علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان
انہیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا ۱۲ (بہار ج ۱ طبع
قادری بکڈپو بریلی ص ۵،۴) قرآن مجید میں ہے تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ط معارف القرآن
میں ترجمہ ارشاد فرمایا "ملے جلے رہے ان سب کے دل" المنجد میں ہے تشابہ الرجلان: اشبہ

بل منهما الآخر" المصباح المنیر میں ہے اشتبهت الامور وتشابهت اشتبت ، منتخب اللغات
میں فرمایا تشابہ بهم دیگر مانند شدن ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تشابہ کا
ترجمہ باہمی مشابہت ہے لہذا تشابہ الظاء والضاد کا ترجمہ ہوا ظ اور ض کا ایک دوسرے
کے مشابہ ہونا اور ظاہر ہے کہ ظ ض کے مشابہ ہے اور ض ظ کے مشابہ ہے ومن المعلوم
ان المطلق یجری علی اطلاقه والمقید علی تقییده وامور المسلمین محمولة علی السداد
والصلاح حتی یظهر خلافه رضویہ ج ۳ ص ۱۰۲ پر فرمایا " ض وظ کا قدرے مشتبہ
الصوت ہونا یقینی ہے۔ ص ۱۰۱ پر ہے خصوصاً ظا سے اس حرف (یعنی ضاد) کا
جدا کرنا تو سخت مشکل ہے واللہ الموفق یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
سائل نے سوال تو رجسٹری سے روانہ کیا مگر جواب کے لئے لفافہ وغیرہ کچھ نہ بھیجا،
اسلئے جواب مولانا ارشاد اشرفی کے پاس بھیجا جا رہا ہے ساتھ میں جمادی الاولی سنہ ۹۹ھ
میں تحریر کیا ہوا قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی کا مذکورہ فتوی بھی مولانا موصوف
جواب سائل کو دے دیں اور ضرورت ہو تو سمجھا بھی دیں واللہ فی عون العبد
ما کان العبد فی عون اخیه والدین النصیحة والحمد للہ وسلام علی عباده
الذین اصطفی وھو سبحانہ اعلم

وانا محمد معین الدین الاشرفی الشمسی
۲۱ر شعبان سنہ ۱۳ھ
۱۴ر فروری سنہ ۹۳ء

چلتے چلتے

زمانہ جانتا ہے کہ کچھوچھہ شریف میں آباد خانوادۂ غوثیہ کے علماء ومشائخ کی بارگاہوں میں بریلی شریف کے اکابر دن کی روشنی میں سجود نیاز لٹاتے رہے۔ غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسا عارف باللہ تو پورے شہر بریلی میں آج تک نہ ہوا۔ ان کی بارگاہ میں تو اکابر اولیاء حاضری دیتے ہیں۔ البتہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پرہیزگار سادات سے محبت کرتے ہیں خدا کے لئے اور خطا کار سادات سے محبت کرتے ہیں مصطفےٰ کے لئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مگر اب بریلی بدل گیا۔ اب احمد رضا کی جگہ پر حامد رضا اور مصطفےٰ رضا نہ رہے بلکہ اختر رضا آ گئے۔ مجدد اعظم احمد رضا کی امانت کو حجۃ الاسلام حامد رضا نے بچایا۔ مفتی اعظم مصطفےٰ رضا نے پھیلایا اور ماہر مصریات اختر رضا نے گنوایا۔

لفظ کملی کے تعلق سے بس اتنا جان لینا کہ اعلیٰ حضرت نے حدائق بخشش میں اسے استعمال نہیں کیا ہے۔ اختر رضا اتنے جری ہو گئے کہ وہ تلوار لیکر "ہم شبیہہ غوث اعظم شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ اور مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور اجمیر شریف میں اپنے فتوی کی تلوار چمکانے لگے کہ لفظ کملی تصغیر

ہے اور اس کا استعمال مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حرام ہے۔
تلوار تو میان سے باہر نکال لی کہ اب جلد ہی سرکار اشرفی میاں اور حضور محدث اعظم ہند
کی گردن کٹنے والی ہے مگر اس نادان کو یہ نہیں معلوم کہ اسکی اس تلوار سے خود
اس کے گھرانہ کے اکابر کی گردن سب سے پہلے کٹے گی یہ ہوش ربا منظر آپ
تفصیل سے ملاحظہ فرماچکے ، کہ سرکار اشرفی میاں اور حضور محدث اعظم ہند کے خلاف
صف آرائی کتنے بھیانک نتائج سے ہم کنار کرتی ہے ۔ اور "بغض اشرفیت" کس
قدر خطرناک ہے ۔

لفظ کملی کے خلاف محاذ آرائی میں جب شکست فاش ہوئی تو دوسرے
نئے حملے شروع ہو گئے ۔ اس نئے حملہ کی قیادت بظاہر مولانا اختر رضا خاں کے
ہاتھ میں نہیں ہے ۔ بلکہ مفتی شریف الحق میدان میں آئے ۔ اور جب انہوں نے
میدان چھوڑ دیا اور ان کے ہاتھ سے پرچم گر پڑا تو پھر کسی عالم دین نے اس پرچم کو
اٹھانے کی ہمت ہی نہیں کی ۔۔ مگر ۔ خالق صبح کی پناہ ! ومن شر حاسد اذا
حسد ۔ ایک "ڈاکٹر" نے اس پرچم کو اٹھا لیا ۔ جو شبنم نہیں شرر ہیں ۔ نام فضل الرحمٰن
مصباحی ہے ۔ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے
خیبر شکن مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۔۔۔ "علی ہی ایجاد کن فکاں ہے" ۔۔ کیوں
لکھا ؟ اور کئی جگہ حضرت علی کو "وصی مصطفےٰ ۔ یا ۔ وصی شاہنشہ جہاں" کیوں تحریر
فرمایا ؟

اب اس کا جو جواب مفکر ملت ، شہزادہ حضور محدث اعظم ہند حضرت سید
حسن مثنیٰ انور اشرفی جیلانی نے دیا ہے وہ نذر ناظرین ہے ۔ تاکہ اکابر سادات
کچھوچھہ شریف کے خلاف محاذ آرائی سے اہلسنت وجماعت کو محفوظ و مامون
رکھا جا سکے ۔

مفکر ملت کے جواب کو پڑھنے سے پہلے قارئین یہ جان لیں کہ ڈاکٹر شرر نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی بات سمجھنے کے لئے اعلیٰ حضرت کے جانشین یا محدث اعظم ہند کے جانشین کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ علی گڈھ کی طرف منھ کرکے خط لکھا۔ چونکہ وہ علی گڈھ ہے اور مخاطب بھی علی گڈھ یونیورسٹی کا ایک باوقار پروفیسر اور علی کی اولاد ــــ" یعنی محترم المقام، وسیع الالقاب حضرت سید امین اشرف" ہیں۔ انہوں نے فراست مومن سے کام لیا۔ اور ڈاکٹر شرر کے شرر کو بجھانے کیلئے "مرکز اہلسنت، وطن اعلیٰ حضرت" کچھوچھا شریف بھیج دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مفکر ملت نے جواب میں محترم سید امین اشرف کو ہی مخاطب کیا ہے۔ اب جواب ملاحظہ فرمائیں۔

مکتوب گرامی حضرت مفکر ملت بنام حضرت سید امین اشرف
سابق پروفیسر شعبہ انگریزی علی گڈھ۔

کرم گستر .. .. سلام و رحمت

۱۵ر فروری کا تحریر کردہ ملفوف ۲۳ر فروری کی ڈاک سے موصول ہوا۔ اس ملفوف میں دو مزید خطوط بھی تھے جو فضل الرحمن مصباحی کے ہیں۔ میں انہیں اس لئے جانتا ہوں کہ حکیم سید احمد حسین کوثر جو عرف عام میں احمد میاں کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے خاص دوستوں میں ہیں اور شاید ہم سبق بھی۔ اشرفیہ مبارکپور میں دونوں نے دینی تعلیم حاصل کی پھر دونوں نے طب یونانی سیکھا۔ احمد میاں تو رامپور میں سرکاری ملازم ہو گئے اور ان کے دوست طبیہ کالج قرول باغ میں کوئی کام کر رہے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ مصباحی صاحب کو شعر و ادب سے بھی لگاؤ ہے مگر بلا وجہ ہر چیز کو کریدنا بھی ان کا خاص مشغلہ ہے انہوں نے آپ سے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں صاحب

کہ جس مصرع کی تشریح طلب کی ہے وہ ان کی اپنی دریافت نہیں ہے بلکہ انکے استاد مفتی شریف الحق نے سب سے پہلے اس مسئلہ کو اٹھایا اور حضرت سجادہ نشین سرکار کلاں کے پاس بھیجا یہاں سے جو جواب گیا اس کا آج تک جواب نہ آیا مفتی صاحب نے بھی پوچھا تھا کہ

" علی ہی ایجاد کن نکاں ہے " کا مطلب کیا ہے!

یہاں سے جواب میں یہ بات کہی گئی تھی کہ تحائف اشرفی پہلی بار ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی اور اس کے مرتب میر غلام بھیک نیرنگ مرحوم تھے اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں صاحب بھی بقید حیات تھے پہلے ایڈیشن میں وہی مصرع یوں ہے

" علی سے ایجاد کن نکاں ہے "

لہٰذا لفظ "ہی" سے حصر کا جو خدشہ پیدا ہو رہا تھا وہ دور ہو گیا اور معنوی طور پر اگر آپ کو کوئی تردد ہو تو مطلع کریں۔ مفتی صاحب نے آج تک کوئی جواب ارسال نہ کیا۔ اب ان کے شاگرد در شاگرد کو یہ توفیق ہوئی ہے تو آپ انہیں مطلع کر دیں کہ اصل مصرع یہ ہے جو پہلے ایڈیشن میں موجود ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں کاتب نے غلطی سے " ہی " لکھدیا۔ جبکہ " سے " ہونا چاہیئے تھا اور جی چاہے تو انہیں سمجھا بھی دیجئے کہ " ایجاد کن نکاں " کا مفہوم کیا ہے!

ایجاد کے لغوی معنی۔ موجود کرنا، غنی کرنا، قوی کرنا وغیرہ (ملاحظہ ہو مصباح اللغات صـ۹۳۱) اور کن نکاں کا مفہوم۔ مخلوقات ۔۔ شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ مخلوقات کو قوت و توانائی " علی " سے ملی ہے اور اس خیال میں کوئی قباحت شرعی بھی نہیں۔ جنگ بدر سے لیکر فتح مکہ تک علی کی قوت و شوکت کا ڈنکا بجتا رہا۔ اہل ایمان کو جینے کا ایک نیا حوصلہ ملا اور دشمنوں پر ہیبت چھائی رہی۔ اقبال نے بھی لفظ ایجاد کو اپنے مخصوص انداز میں یوں استعمال کیا ہے!

جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد ٭ ہر دَور میں کرتا ہے طواف اسکا زمانہ

اب رہی مصباحی صاحب کی دوسری بات کہ وصئ مصطفےٰ یا وصی شاہنشہ جہاں سے کیا مراد ہے، تو آپ انہیں بتا دیجیے کہ لفظ وصی سے آپ چونکئے نہیں اور نہ وہ مفہوم لیجئے جو علمائے شیعہ اور ان کے متبعین کا شعار ہے بلکہ یہاں لفظ وصی اس کے لئے ہے جس کو وصیت کی جلائے یا جس کے لئے وصیت کی جائے سب جانتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خم غدیر کے مقام پر آخری خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ لوگو! میں تم میں دو وزن دار چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت۔ اگر تم دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔

بس اسی عترت والی وصیت نے علی کو وصی بنا دیا اور اس لحاظ سے علی کو وصئ مصطفےٰ ۔ یا ۔ وصی شہنشہ جہاں کہنا بالکل درست اور مطابق نص ہے۔

امید ہے کہ بات واضح ہوگئی ہوگی! آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آج کل علمائے مبارکپور اور ان کی ٹولی اسی طرح کے ادھیڑ بن میں مبتلا ہے اور چاہتی ہے کہ علماء و مشائخ کچھوچھہ مقدسہ کو فرد تر ثابت کیا جائے۔ ان کی نگاہ میں دین و سنیت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے! خیر! آپکے حکم کی تعمیل بعجلت ممکنہ کر دی، ورنہ میں ایسے لوگوں کو دور ہی سے سلام کر دیتا ہوں۔

آج پہلا روزہ ہے اور فروری کی ۲۴ تاریخ ہے۔ آپنے وسط مارچ میں یہاں تشریف لانے کا ذکر کیا ہے۔ میری درخواست یہ ہیکہ آپ مارچ کے پہلے ہفتہ ہی میں یہاں پہنچ جائیں تو روزوں کا اصل مزہ ملے۔ باقی سب خیر ہے۔ فقط

نیاز آگیں

سید حسن مثنیٰ انور ۲۴ فروری سنہ ۱۹۹۳ء

ماخذ

قرآن مجید
صحیح بخاری
صحیح مسلم
الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح
فتاوی رضویہ جلد سوم
فتاوی رضویہ جلد نہم
فتاوی صدر الافاضل سواد اعظم لاہور
بہار شریعت حصہ سولہ ۱۶
احکام شریعت حصہ اول
عرفان شریعت حصہ دوم
نظام شریعت
سرور القلوب بذکر المحبوب
سنی فضائل اعمال
فصول اکبری
حاشیہ شرح جامی
المصباح المنیر
البشیر شرح نحو میر
اودھی بھاشا اور ساہتیہ کا آلوچناتمک اتہاس
مقدمہ تاریخ زبان اردو
فیروز اللغات
لغات کشوری
فیروز اللغات فارسی حصہ دوم
غیاث اللغات
منتخب اللغات
مجمع بحار الانوار
نفائس اللغات
القاموس العصری عربی انگریزی
فرہنگ آصفیہ
بھارگو از ہندی انگریزی ڈکشنری
اسٹینڈرڈ ٹوئنٹیتھ سنچری اردو انگلش ڈکشنری
ڈکشنری اردو ورڈس انگریزی ہندی
سنچھیت ہندی شبد ساگر
کمالس آکسفورڈ ڈکشنری
ہندی انگلش ڈکشنری
ڈکشنری انگلش ہندوستانی لندن
اردو انگلش ڈکشنری
حدائق بخشش
فرش پر عرش
سامان بخشش
کلیات اقبال
ماہنامہ سنی دنیا بریلی
ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور جون ۹۳ء
ماہنامہ حجاز جدید دہلی
ماہنامہ اشرفیہ فروری ۹۳ء
روداد مدرسہ غوثیہ
عطیہ ربانی در مقالہ نورانی
تعمیر ادب حصہ سوم
ایمانی تقریریں حصہ اول
لفظ کملی کا شرعی و ادبی جائزہ
اذان من اللہ